بانی، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ نمبر 12 جلد نمبر 37/4
قیمت فی شمارہ ———— ۱۰
سالانہ ———— ۱۰۰
بیرون ملک
۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
صاحبزادہ طارق محمود
حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ
رانا محمد طفیل جاوید
قاری محمد حفیظ اللہ

بیاد
- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی جمیل خاں	مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام مصطفٰی
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

اسامہ بن لادن	اداریہ	3
وزارت تعلیم کا افسوسناک اقدام	صاحبزادہ طارق محمود	7
سیدنا حضرت عثمان غنیؓ	قاری محمد صادق	10
مرزا غلام احمد قادیانی کی آسمانی شادی کی عبرت انگیز کہانی	مولانا محمد اقبال	15
تحریک پاکستان اور گروہ قادیان	صادق علی زاہد	25
بیمار پرسی کا ثواب	مولانا محمد اقبال علوی	29
سرہند شریف اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی	37
صحابہ کرامؓ کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریات	ادارہ	41
اخلاص کی حقیقت	مولانا محمد عبداللہ	44
فاتحہ خوانی اور قادیانی جماعت	پروفیسر منور احمد ملک	49
قادیانی جماعت کا سہ نکاتی منشور	ادارہ	51
حاصل مطالعہ	مولانا اللہ وسایا	52
اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے	حافظ امیمہ صدیقہ	53
مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانیاں	مولانا محمد قاسم رحمانی	56
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	58
تبصرہ کتب	ادارہ	63
دینی معلومات	مولانا محمد طیب فاروقی	64

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

اسامہ بن لادن !!!

عالم اسلام کا محبوب عالم کفر کا معتوب

اخباری اطلاعات کے مطابق امریکی امداد سے لدا ہوا ایک جہاز پشاور سے ہرات پہنچ گیا۔ امریکہ کی جانب سے یہ جذبہ خیر سگالی اور انسانی ہمدردی کے نام پر تبدیلی بڑی معنی خیز ہے۔ اس کے فوری بعد پاکستان کے وزیر داخلہ معین الدین حیدر کا دورہ افغانستان کسی خاص پس منظر کی غمازی کرتا ہے۔ پاکستان میں متعین امریکی سفیر ولیم بی مائیلم نے اخباری بریفنگ میں یہ عندیہ دیا ہے کہ اسامہ بن لادن ایک مسلم دہشت گرد ہے۔ کسی بھی تیسرے ملک میں اس کے خلاف مقدمہ کی کارروائی چلائی جا سکتی ہے۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کا کہنا ہے کہ طالبان پاکستان یا مصر میں اسامہ بن لادن کے ٹرائل کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

افغانستان کے خلاف اقوام متحدہ کی طرف سے عائد کردہ اقتصادی پابندیاں در حقیقت امریکی پالیسی کا حصہ ہیں۔ جو افغانستان کے خلاف انتقامی جذبہ کے تحت عائد کی گئی ہیں۔ موقف یہ اختیار کیا گیا ہے کہ پابندیاں افغان باشندوں کے خلاف نہیں طالبان کے خلاف ہیں۔ یہ موقف محض توجیح اور تاویل کے مترادف ہے۔ حقیقت سے آنکھیں چرانا عقل مندوں کا شیوہ نہیں ہوتا۔ طالبان اس وقت 95 فیصد افغانستان پر حکومت کر رہے ہیں۔ اسامہ بن لادن سمیت طالبان اب امریکہ کی نظر میں دہشت گرد ہیں۔ امریکہ جیسا ابن الوقت، خود غرض اور مفاد پرست ملک یہ بھول بیٹھا ہے کہ یہی وہ طالبان تھے جنہوں نے روس کے خلاف جنگ لڑ کر روس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ روس کی تباہی کے بعد ہی عالمی سطح پر امریکہ کو

غلبہ اور طاقت حاصل ہوئی۔ امریکہ کی ڈھٹائی کی انتہا دیکھئے کہ امریکہ اپنے کل کے اپنے حریف روس کا اب دست بن گیا ہے۔ آج کا معتوب اسامہ بن لادن کبھی امریکہ کا منظور نظر تھا۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ امریکہ نے روس کے خلاف افغانیوں کے بل بوتے پر اسی اسامہ کے توسط سے جنگ لڑی۔ روس کے خلاف لڑنے والے کل مجاہد تھے آج دہشت گرد ہیں۔ اب معلوم نہیں اسامہ بن لادن کا اصل جرم کیا ہے؟۔

جو امریکہ اس کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو گیا ہے۔ امریکہ کے خلاف دنیا کے کسی گوشے بں امریکہ کے خلاف ہونے والی کارروائی اسامہ کے کھاتہ میں ڈال دی جاتی ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ امریکی عدالتیں صفائی کا موقع دیے بغیر سزائیں سنا کر اسامہ بن لادن کو مجرم ثابت کر چکی ہیں۔ شمالی تحاد کے جنرل مالک کو امریکہ نے پناہ دے رکھی ہے کیونکہ وہ طالبان کا دشمن اور افغانیوں کا غدار ہے۔ اگر فغانستان اسامہ کو پناہ دے تو یہ بات قابل تعزیر ہے۔

امریکہ کا ایک مدت سے مطالبہ ہے کہ اسامہ کو اس کے حوالہ کیا جائے۔ گزشتہ برس افغانستان ں اسامہ کے ٹھکانے پر امریکی میزائیلوں کا حملہ اس کی جارحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہر طرح کے دباؤ کے بعد جب امریکہ اسامہ کو گرفتار کرنے میں ناکام رہا تو پوری افغان قوم کو بطور سزا اقتصادی پابندیوں میں لٹر دیا گیا۔ قومیں آزمائشوں اور امتحانات میں کندن بن کر سرخرو ہوا کرتی ہیں۔ افغان قوم روس کے خلاف ل طویل اعصاب شکن جنگ سے فارغ ہوئی تھی کہ اسے باہمی جنگ و جدال میں ڈال دیا گیا۔ ابھی خانہ نگی ختم ہوئی تھی اور افغانستان میں تعمیر و ترقی کا نیا دور شروع ہونے والا تھا کہ افغانیوں کو اقتصادی طور پر ملوج، معاشی طور پر اپاہج اور معاشرتی طور پر دوسروں کا دست نگر بنانے کی سازش پر عمل درآمد شروع دیا گیا۔ پاکستان نے اب تک کمال ہمدردی اور حسن سلوک کا مظاہرہ کیا ہے لیکن ایک دفعہ افغان ماجرین کا سیلاب بہہ نکلا ہے۔ اقوام متحدہ کی منافقت اور دوغلا پن دیکھئے کہ ایک طرف تو ان مظلوموں پر تصادی پابندیاں عائد کی گئی ہیں دوسری طرف سیکرٹری جنرل قحط بھوک اور بیماریوں سے دس لاکھ افغان نندوں کی موت کے خطرے سے بھی آگاہ کر رہے ہیں۔ خود ہی قاتل خود ہی مسیحا بننے کے یہ انداز کیسے ں؟۔

امریکہ جمہوریت پسند بننے کا دعویدار ہے۔ جمہوری اقدار اور روایات میں ایک دوسرے کا موقف سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ انا پسندی اور ہٹ دھرمی سے کام لینا جمہوری مزاج کے منافی ہے۔ طالبان حکومت نے ہمیشہ گفت و شنید اور مذاکرات کو ترجیح دی ہے۔ طالبان حکومت نے اسامہ بن لادن کے مسئلہ کے حل کے ضمن میں کھلے دل کے ساتھ یہ پیشکش کی ہے کہ اسامہ کے خلاف الزامات کی تصدیق یا تردید کے لئے تین ممالک پر مشتمل عدالتی کمیشن تشکیل دیا جائے۔ جس میں سعودی عرب سمیت امریکہ کو بھی شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے تین مثبت اور معقول تجاویز پیش کر کے تدبر اور فراست کا ثبوت دیا ہے۔

1------- افغان حکومت اسامہ بن لادن پر عائد شدہ الزامات کی تحقیقات اپنے ملک میں کرنے کے لئے تیار ہے۔

2------- افغانستان، سعودی عرب کے علاوہ کوئی تیسرا اسلامی ملک ان الزامات کی تحقیق کرے۔

3------- اسلامی ممالک کی ایک مانیٹرنگ ٹیم اسامہ بن لادن کی حرکات و سکنات کی نگرانی کرے کہ آیا وہ کسی ملک کے خلاف کوئی کارروائی تو نہیں کر رہے۔

پاکستان میں متعین امریکی سفیر نے تینوں تجاویز ماننے سے انکار کیا ہے کہ امریکہ کو یہ تجاویز قبول نہیں۔ امریکی سفیر نے یہ دھمکی بھی دی ہے کہ وہ اسامہ کی ملک بدری کا مطالبہ دہراتے رہیں گے۔ اگر اس پر عمل نہ ہوا تو افغانستان پر فضائی حملہ سمیت متعدد آپشنز پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اسامہ بن لادن جسے امریکہ اور یورپ دہشت گرد قرار دیتے ہیں اس وقت عالم اسلام کی سب سے محبوب شخصیت سمجھی جاتی ہے۔ مصر ہو یا پاکستان دونوں مسلم ممالک کی سرزمین پر اسامہ کا ٹرائل مناسب نہیں۔ اگر کوئی مسلمان ملک ایسا اقدام کرتا ہے یا اسامہ کے مقدمہ کے ٹرائل کی ذمہ داری اٹھاتا ہے تو گویا وہ اسامہ بن لادن کو دہشت گرد تسلیم کرتے ہوئے امریکی خوشنودی کے حصول کا طالب ہے۔ ایسا کرنا عالم اسلام کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ہوگا۔ اسامہ بن لادن جہاد کے حوالہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا ہے۔ جہاں تک ان کے مقدمہ کی پاکستان میں سماعت کا تعلق ہے حکومت کو امریکہ پر واضح کر دینا چاہئے کہ وہ پاکستان کے عوام اور ملت اسلامیہ کے جذبات کے پیش نظر اس سے اجتناب

کرے گی۔ اگر حکومت نے امریکی خوشنودی کے لئے ایسی حماقت کی تو پاکستان کے ماتھے پر ذلت و رسوائی کا یہ داغ مدتوں دھویا نہ جاسکے گا۔ طالبان کے ساتھ پاکستان کے تعلقات خوشگوار ہیں۔ ماضی کی ہمدردیاں اور برادرانہ ہمسائیگی کے باعث طالبان حکومت بھی پاکستان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اعتماد کرتی ہے۔ اس موقع پر جنرل محمد ضیاء الحق جیسی ذہانت اور فراست کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ طالبان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے اور پاکستان عالم اسلام میں رسوائی کا باعث بن جائے۔

اقتصادی پابندیوں کے بعد افغان قوم کو اخلاقی برتری حاصل ہوئی ہے۔ غیر جانب دار ممالک اور بالخصوص مسلم امہ کی ہمدردیاں اس طرح انہیں پہلے حاصل نہ ہوئی تھیں۔ یہ امریکہ کی بھول ہے کہ وہ اوچھے ہتھکنڈوں سے افغانیوں کے حوصلے پست کر سکے گا۔ جو قوم روس جیسی سپر پاور سے ٹکرا سکتی ہے وہ امریکہ کی ہر جارحیت کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت اور ایمانی قوت کا جذبہ رکھتی ہے۔ برطانیہ نے پوری دنیا پر حکومت کی لیکن افغانستان کی طرف رخ کرنے کی جرات اسے بھی نہیں ہوئی تھی۔

مسئلہ اسامہ بن لادن کا نہیں ہے۔ اسامہ آج ہے کل نہیں ہوگا۔ سپر طاقت بننے کے بعد امریکہ کو اصل خطرہ اسلام اور اسلام کے عقیدہ جہاد سے ہے۔ امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ جو سرزمین لاکھوں شہیدوں کے خون سے سیراب ہے کہیں شہادت گہ الفت کا یہ خطہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ نہ بن جائے۔ امریکہ کے ایوان اسی سوچ کے باعث لرزہ بر اندام ہیں۔ امریکہ کی یہ فکر نئی نہیں پرانی ہے۔ سپر پاور بننے کا خواب دیکھنے والا امریکہ اسلام کو اپنی راہ کا اصل روڑہ سمجھتا ہے۔ جب روس کے خلاف افغانی قوم برسر پیکار تھی اور امریکہ ان کی پشت پناہی کر رہا تھا تب صدر نکسن نے روسی صدر کو ایک خط میں یہ بات لکھی تھی کہ روس اور امریکہ کے درمیان جنگ فضول اور لاحاصل ہے۔ ہمیں اصل خطرہ اسلام سے ہے۔ مراکش سے انڈونیشیا تک اٹھتی ہوئی اسلامی تحریکوں کے مقابلے میں ہمیں ایک ہونا چاہیئے۔ امریکہ دوہری پریشانی کا شکار ہے۔ اب تو امریکہ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق امریکہ میں مقبولیت پانے والا دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے۔ جس کی حقانیت صداقت اور وضع کردہ اصولوں پر دنیا فریفتہ ہو رہی ہے۔

☆......☆......☆

وزارت تعلیم کا افسوسناک اقدام

ترجمہ قرآن وتشریح کا خاتمہ

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود

اخباری اطلاعات کے مطابق ڈیڑھ ماہ قبل دو اہم امریکی عہدے داروں نے وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال سے ملاقات کر کے ان سے معلوم کیا کہ ان کی وزارت سمیت دیگر وزارتوں کو جو چار نکاتی ایجنڈا دیا گیا تھا اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ ذرائع کے مطابق ایجنڈے کے چار نکات حسب ذیل تھے:

1 .... دینی مدارس میں سرکاری کنٹرول کے حوالہ سے حکومت نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟۔

2 .... تحفظ ناموس رسالت کے قانون 295 سی کے خاتمہ کے لئے کیا پیش رفت ہوئی ہے؟۔

3 .... اقلیتوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق اور آزادی دینے سے متعلق حکومتی سطح پر کیا کچھ کیا گیا ہے؟۔

4 .... پاکستان کے نصاب تعلیم سے مذہبی تعلیم خصوصاً قرآن مجید کے ترجمے اور تشریح کو خارج کرنے کے ضمن میں وزارت تعلیم نے اب تک کیوں احکامات جاری نہیں کئے؟۔

”ذرائع کے مطابق وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے وضاحت کرتے ہوئے امریکی افسروں کو بتایا کہ دینی مدارس پر سرکاری کنٹرول کے سلسلہ میں حکومت نے اپنا ہوم ورک مکمل کر لیا ہے۔ اس پر حکومت جلد عمل درآمد شروع کر دے گی۔ تحفظ ناموس رسالت قانون کے خاتمہ کے بارے میں امریکی افسروں کو آگاہ

کیا گیا کہ شدید رد عمل کے باعث قانون منسوخ نہیں کیا جاسکا۔ تاہم گزشتہ چھ ماہ کے دوران تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کے تحت کسی کے خلاف مقدمہ درج نہیں کیا گیا۔ اقلیتوں کی نمائندگی کے حوالہ سے زبیدہ جلال نے بتایا کہ بلدیاتی الیکشن میں ناظم اور نائب ناظم کے مسلمان ہونے کی شرط ختم کردی گئی ہے۔ جبکہ دوسرے مرحلے میں جداگانہ طریقہ انتخاب بھی تبدیل کیا جارہا ہے۔ نصاب تعلیم سے مذہبی تعلیم خصوصاً قرآن مجید کے ترجمہ اور تشریح کے ساتھ پڑھائے جانے کا سلسلہ آئندہ سال سے روک دیا جائے گا اور اس سال مارچ میں ہونے والے میٹرک کے امتحانات میں قرآن مجید کے ترجمے والا سوال ختم کیا جارہا ہے۔“

(روزنامہ خبریں 5جنوری 2001ء)

وفاقی وزارت تعلیم نے تمام تعلیمی بورڈوں کو ہدایت کردی ہے کہ میٹرک کے ہونے والے امسال سالانہ امتحان میں قرآن مجید کے ترجمے کے سوال کو پرچے سے خارج کردیا جائے۔ تمام تعلیمی بورڈوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ آئندہ طلباء وطالبات کو قران مجید کی صرف ناظرہ تعلیم دی جائے۔ وفاقی وزارت تعلیم کے حالیہ اقدام کے خلاف دینی حلقوں نے شدید غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ پورے ملک میں احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارے قومی معاملات میں امریکی مداخلت ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اب دیدہ دلیری کی انتہا یہ ہوگئی ہے کہ امریکہ ہمارے دینی معاملات میں بھی مداخلت کرنے لگا ہے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ معزول وزیراعظم میاں نواز شریف نے ایک دفعہ کابینہ کے اجلاس میں تبلیغی جماعت کے رہنما مولانا طارق جمیل کو واعظ کی دعوت دی تھی۔ ان کے بیان کے فوری بعد امریکی سفیر نے اس امر کی وضاحت طلب کی تھی کہ تبلیغی جماعت کے رہنما کو کابینہ کے اجلاس سے کیوں خطاب کی دعوت دی گئی۔ اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ ہمارے دینی معاملات میں حکومتی سطح پر بھی حوصلہ شکنی میں کس قدر دیدہ دلیری کا مظاہرہ کررہا ہے۔

وزارت تعلیم کی جانب سے مذکورہ بالا خبر کے حوالہ سے جو وضاحت اور صراحت آئی ہے اس میں عتراف کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تشریح کو نصاب سے کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ دعویٰ کہ طلباء کو محض رعایت کی غرض سے ایک سال کے لئے یہ اقدام کیا گیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف

ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن ماہرین تعلیم اور اساتذہ کے مشورہ سے قرآن مجید کا ترجمہ ختم کیا گیا ہے آخر وہ کس بات کے ماہرین ہیں؟۔جب قرآن مجید کا ترجمہ اور تشریح نصاب میں شامل کیا گیا تھا تو یقیناً ماہرین تعلیم کی رائے اور ان سے مشورہ لیا گیا ہوگا۔کیا یہ سبھی کچھ بلا سوچے سمجھے کیا گیا تھا؟۔وفاقی وزارت تعلیم کا عذر محض بہانہ سازی ہے۔قرآن مجید کا ترجمہ و تشریح سال ہا سال سے جاری ہے۔اگر اس کے لئے صوبائی حکومتیں اساتذہ کا اہتمام نہیں کر سکتیں تو اس سے بڑھ کر حکومت کی نالائقی اور کیا ہوگی؟ یہ جواز قطعی بے بنیاد ہے کہ اساتذہ کے نہ ملنے کے باعث یہ اقدام کیا گیا ہے۔بے شمار سرکاری سکول اور ادارے ایسے ہیں جو عملے یا وسائل سے محروم ہیں۔اس صورت میں کیا تعلیمی اداروں کو ختم کردینا چاہیئے؟۔سال ہا سال سے جاری شدہ مضمون کے اساتذہ کی کمیابی یکایک کیونکر پیش آئی۔وفاقی وزارت تعلیم کو انتہائی قدم اٹھانے سے پہلے اس پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔اگر واقعتاً مسئلہ اساتذہ کی کمی کا تھا تو پورے ملک کے اسلامی مدارس کے اساتذہ سے خدمت مستعار لی جاسکتی تھی............!

جنرل پرویز مشرف کی حکومت اور کابینہ این جی اوز پر مشتمل ہے جو بر ابر بیرونی اشاروں' ہدایات اور احکامات پر چل رہی ہے۔کچھ عرصہ پہلے تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے طریقہ کار کی تبدیلی کے بہانہ سے اس قانون کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ملک بھر میں شدید احتجاج ہوا۔نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے۔تحفظ ناموس رسالت ایکٹ' دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کے حوالے سے وزیر داخلہ معین الدین حیدر کے بیانات ریکارڈ پر ہیں۔وہ حکومتی پالیسی کا حصہ ہیں اور تردید کے باوجود ناقابل تردید ہیں۔تحفظ ناموس رسالت ایکٹ' قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کا خاتمہ' دینی مدارس پر سرکاری کنٹرول اور جہادی تنظیموں پر پابندی یہ امریکی ترجیحات میں شامل ہیں اور یہ تمام تر معاملات امریکی ایجنڈا کا حصہ ہیں۔ این جی اوز کے نمائندے پوری طرح اس میں ملوث ہیں اور ہمارے بست و کشاد اور وزراء ان کے آلہ کار .... ہمارے دینی مدارس فصل جہاد کی کھیتیاں ہیں۔جہاں روح جہاد جنم لیتی ہے، اور جذبہ جہاد پروان چڑھتا ہے۔امریکہ اس بنیاد کو کنٹرول کر کے عملاً جہاد کا راستہ روکنا چاہتا ہے۔اسی باعث اس نے ابتدائی تعلیمی نصاب سے قرآن مجید کا ترجمہ اور تشریح ختم کروائی ہے تاکہ نئی نسل کو قرآنی تعلیمات سے روشناس نہ ہونے دیا جائے۔وفاقی وزارت تعلیم نے غیر کی خوشنودی کی خاطر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سرکار دوعالم حضور علیہ ﷺ کی ناراضگی مول لے کر یقیناً گھاٹے کا سودا کیا ہے۔

سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضؓ

تحریر: قاری محمد صادق عباسی

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ نسبتی لحاظ سے خلفاء ثلاثہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلامﷺ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ کیونکہ آپ کی والدہ حضورﷺ کی پھوپھی کی لڑکی تھیں۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ کو ایمانی دولت حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پہلے نصیب ہوئی۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ کو اسلام لانے سے پہلے بھی اہل مکہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ کی حیاء و شرم اور ثروت و سخاوت ضرب المثل تھی۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ جن کو صدیق اکبرؓ کی طرح دور کفر میں نہ بت پرستی کرتے دیکھا گیا اور نہ شراب پیتے۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ جو ایمان لانے کے بعد استقلال و استقامت کے پہاڑ بن گئے کہ ان کے چچا حکم بن العاص نے جب ستون سے باندھ کر ترک اسلام کا حکم دیا تو یک لخت انکار کر دیا۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ جن کو ابراھیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد دنیائے کائنات میں سب سے پہلے اہل بیت سمیت ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ کے غزوہ تبوک میں امداد دینے پر حضورﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا: !اے اللہ عثمانؓ سے میں راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔

☆..........سیدنا حضرت عثمانؓ نے حضورﷺ کے چار دن کے فاقے کی خبر سن کر گندم اور

چھواروں کی بوریاں اور ایک سالم بکری کا گوشت اور تین سو روپیہ نقد دربار نبوت میں بھیج دیا۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ جنہوں نے طعام کی تیاری کی تکلیف کا تصور کر کے صرف اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ بہت سی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تیار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچایا۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ کو حضور ﷺ کے نجی خطوط لکھنے کا شرف حاصل تھا۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ عبادت کے اسقدر رسیا تھے کہ کوئی رات بغیر ختم قرآن کے نہ گزرتی تھی۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ کا رات کو اکثر دربار کبریا میں لوائے نوافل کی صورت میں جاگتے رہنا شعار تھا۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ رقیق القلب اس قدر تھے کہ آنکھوں سے اکثر اوقات آنسو جاری رہتے تھے۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ ایام ممنوعہ کے بغیر کبھی روزے کا ناغہ نہ کیا کرتے تھے۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ قحط سالی میں ایک ہزار اونٹ غلہ کا منگوا کر فقراء مدینہ میں تقسیم کر کے رب العالمین کی خوشنودی حاصل کی۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ کی اس سخاوت کے بدلے میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق سرور کائنات ﷺ نے بہشتی حور کی خوشخبری سنائی۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور ﷺ کی اپیل پر پہلی دفعہ ایک سو اونٹ، دوسری دفعہ دو سو اونٹ اور تیسری دفعہ تین سو اونٹ دیئے۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ نے فقط اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ چوتھی اپیل پر ایک ہزار اشرفیاں گھر سے لاکر خدمت میں پیش کر دیں۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ کی اس امداد پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ جو چاہیں کریں کوئی کام ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں قیصر روم کا نام و نشان مٹ گیا۔

☆............ سیدنا حضرت عثمانؓ کی مجاہدانہ کوششوں سے عیسائیت کا جسم بے جان ہو گیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ جن کو سرور کائنات ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق قرار دیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کو حضور ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ جن کے دست حق پرست کو حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کے انتظار میں صحابہ کرامؓ سمیت حضور ﷺ بے قرار نظر آئے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کی حیاء و شرم کا اقرار احمد مختار ﷺ نے خود فرمایا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کی طبیعت میں نرمی فطری طور پر رکھی گئی تھی۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے سبائی شرارت کے باوجود امیر خلافت کسی کے سپرد نہ کیا

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کو خبر شہادت حبیب کبریا ﷺ نے زندگی میں سنادی۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کے حق میں حضور سرور کائنات خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے عمال کی بدانتظامیوں کے حالات سن کر عمال کو حق پر عمل کرنے کی شدت سے تلقین کی۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے عذر خواہی کے بعد اہل مدینہ کے مشورے سے اکابر صحابہ کرامؓ پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ ذی النورین کے لقب سے چار دانگ عالم میں مشہور ہوئے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کے علم و فضل کا اقرار سیدنا علیؓ نے کیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کے در دولت پر سیدنا علیؓ لوگوں کے وکیل بن کر آئے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے دنیا کے اندر قرآن کریم کی نشر و اشاعت فرما کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا حتی کہ ناشر القرآن کے لقب سے ملقب ہوئے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے ہزار کوششوں کے باوجود مدینہ منورہ کو مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہونے دیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے نظام خلافت کے تشنہ تکمیل گوشوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے ایران، خراسان، آرمینہ، آذربائیجان، مصر، اسکندریہ کی بغاوتوں

کا استحصال کر دیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے نئے مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں قائم فرمائیں۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے چراگاہوں میں مویشیوں کے لئے چشمے کھدوائے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے دفاتر کے لئے وسیع عمارتیں بنوائیں۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ سینکڑوں بیوائوں اور یتیموں اور اپنے غریب رشتہ داروں کی امداد کیا کرتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے دس لاکھ اشرفیاں راہ خدا میں وقف کر دیں۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کے پیش نظر ہر وقت فرمان رسول مقبول ﷺ رہتا تھا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے چشم دید گواہ نہ مل سکنے کی وجہ سے مروان کو لوگوں کے سپرد نہ کیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ گستاخی کرنے والے کو منہ پر شرمسار نہ کرتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ لونڈیاں اور متعدد غلاموں کے باوجود اپنا کام خود کرتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نماز تہجد کے لئے پانی خود لے کر وضو فرماتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ ایام امارت میں بھی اکثر روزہ دار رہتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے مقید ہونے کے باوجود تلاوت کلام الٰہی کو نہ چھوڑا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہرہ داری کے لئے حضرت حسنؓ مقرر ہوئے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے محمد ابن ابی بکرؓ کو سیدنا ابی بکرؓ سے اپنے تعلقات جتلا کر قتل کا مرتکب نہ ہونے دیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ جو روایت احادیث میں بڑے محتاط تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کا صحابہ کرامؓ میں مجتہد فیہ مسئلہ قابل اسناد سمجھا جاتا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کو علم میراث میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ اہل بیت کا فاقہ نہ سہہ سکتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ اپنے زمانہ میں میراث کے بڑے مشکل مسئلے حل کیا کرتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کی تھوڑی سی تکلیف دیکھ کر بے قرار ہو جاتے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ آپ ﷺ کے چہرے اور پیشانی کو دیکھ کر آپ ﷺ کا طبعی حال معلوم کر لیتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ امیر ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کا گزر اگر قبر پر ہو جاتا تو بے اختیار رونے لگ جاتے یہاں تک کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ اچھے لباس کی موجودگی میں بھی معمولی کپڑے پہنتے تھے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ جن کے مبارک نام پر سیدنا علیؓ نے اپنے صاحبزادے کا نام عثمان یعنی عثمان اکبر رکھا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کے حدود سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحد تک وسیع ہو گئے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی میں توسیع فرما کر ایک حسین جمیل عمارت میں بدل دیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے زمانہ نبوی میں کتابت قرآن کا کام کیا تو زمانہ خلافت میں تعزیر خلافت کا کام کیا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے سیلاب کے خطرے کو دور کرنے کی خاطر مدینہ سے تھوڑے فاصلے پر دریا کے قریب بند تعمیر کرایا۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ نے مساجد کی آبادی کے لئے تنخواہ دار موذن مقرر فرمائے۔

☆............سیدنا حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی چکی ایک دن اپنی جگہ سے ہٹ جائے گی۔

27----------سیدنا حضرت عثمانؓ جن کی خبر کی شہادت دیتے ہوئے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی تلوار نیام میں رہے گی جب تک عثمانؓ زندہ ہیں۔

آخری قسط

قادیانی نبی کی آسمانی شادی

مرزا غلام احمد قادیانی کی آسمانی شادی کی عبرت انگیز کہانی

از قلم: مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی (مانچسٹر)

مرزا غلام احمد قادیانی کو اس بات کا تو حق تھا کہ وہ محمدی بیگم کے شوہر کے انتقال کر جانے کے بعد پھر سے اپنے رشتہ کی بات چلاتا اور اسے لالچ اور دھمکیوں کے ذریعہ اپنی منکوحہ بناتا مگر اسے یہ حق ہرگز نہ تھا کہ وہ ایک شخص کی منکوحہ کے بارے میں مسلسل یہ دعویٰ کرے کہ یہ اسی کی بیوی ہے اور اس کا شوہر مر جائے گا۔ یہ واپس میرے پاس آجائے گی۔ یہ انداز گفتگو اور اشتہارات اس بات کے شاہد ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو شریف آدمی کہنا بھی شرافت کے خلاف ہے۔ ہاں! یہ بات اور ہے کہ قادیانیوں کے ہاں شرافت اسی بداخلاقی اور بے شرمی کا نام ہو اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اس شرمناک کرتوت کے باوجود ان کے ہاں سب سے بڑے شریف سمجھے جاتے ہیں۔

ان دنوں محمد بخش جعفر زٹلی نے اپنے رسالہ میں اعلان شائع کیا کہ وہ عنقریب نصرت جہاں بیگم (مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی) سے بیاہ رچانے والا ہے۔ اس نے اپنے اعلان کی تائید میں چند خواب بھی سنائے اور بشارتیں بھی نقل کیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب یہ اعلان پڑھا تو مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور اس نے لکھا:

"میری بیوی کی نسبت شیخ محمد حسین کے دوست جعفر زٹلی نے محض شرارت سے گندی خوابیں بنا کر سراسر بے حیائی کی راہ سے شائع کیں اور میری دشمنی سے اس جگہ وہ لحاظ ادب بھی نہ رہا جو اہل بیت رسول کی پاک دامن خواتین سے رکھنا چاہیے۔ مولوی کہلانا اور بے حیائی کی حرکات افسوس ہزار افسوس۔"
(تحفہ گولڑویہ ص ۵۶ حاشیہ)

اگر جعفر زٹلی اس لئے بے حیا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے بارے میں خواب سناتا

ہے اور کسی وقت اس کے نکاح میں آنے کی خبر دیتا ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی اس سے زیادہ بے حیا ہے کہ وہ مدعی نبوت ہو کر سلطان محمد کی بیوی محترمہ محمدی بیگم کے بارے میں الہامات سناتا ہے اور کسی دوسرے کی بیوی کو اپنے نکاح میں لانے کے بارے میں اشتہار شائع کرتا ہے۔ اگر جعفر زٹلی اس وجہ سے لائق نفرت ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی اس سے بدرجہ اولیٰ لائق نفرت ٹھہرا۔ ہے کوئی قادیانی جو انصاف کا دامن تھامے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو بر سر عام بے حیا مانے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب خدا کے نام سے احمد بیگ کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کے لئے کہا تو اسے یقین تھا کہ احمد بیگ اپنی مجبوریوں کے پیش نظر اس کی بات مان لے گا لیکن احمد بیگ نے غیرت کا مظاہرہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے دیگر ذرائع سے لالچ اور دھمکیاں دیں وہ بھی بے اثر ثابت ہوئیں۔ اب جب کہ لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ ہو چکا اور وہ لڑکی کسی کی بیوی بن چکی پھر بھی بار بار یہ بات دہرانا کہ اس کا شوہر مر جائے گا ہمیں کسی اور بات کی خبر دیتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیال میں محمدی بیگم کس طرح بیوہ ہو سکتی تھی اس وقت ہم اس پر بحث نہیں کر رہے۔ ہم صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی غیر شریفانہ ذہنیت کی نشاندہی کر رہے ہیں تاکہ قادیانی عوام اس سے عبرت حاصل کریں اور وہ جان پائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بد اخلاقی کی کس سطح تک گر چکا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کو نہ صرف خدائی پیغام بتایا بلکہ اسے اپنے صدق و کذب کا اہم عنوان بھی بنا دیا۔ اپنے اس عنوان صدق کی لاج رکھنے اور اپنی عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے کہ یہ خدائی معاملہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اوچھی حرکتوں کے اختیار تک سے اجتناب نہ کیا۔ ایک ظالم اور لالچی شخص کوئی چیز حاصل کرنے کے لئے جتنا کچھ کر سکتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ سب راہ عمل اپنائیں تاکہ وہ کسی طرح یہ کہنے میں کامیاب ہو جائے کہ یہ خدائی معاملہ ہے اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس رشتہ کو جو اہمیت دی ہے اسے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے اس طرح بیان کیا ہے:

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ الہامات (جن کا تعلق محمدی بیگم سے ہے) پیشگوئی کا بنیادی پتھر ہیں۔" (سیرت المہدی ص ۱۹۵ ج ۱)

آیئے دیکھیں کہ یہ بنیادی پتھر کس طرح ٹوٹتا ہے۔ اس کی بنیادیں کس طرح ہلتی ہیں اور مرزا غلام

احمد قادیانی کس طرح اپنی بات میں جھوٹا نظر آتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے صدق و کذب کا معیار محمدی بیگم کے ساتھ نکاح رکھا اور کھلے طور پر اعلان کیا کہ اگر یہ پیش گوئی پوری ہو جائے تو وہ اپنے دعوئ نبوت میں سچا ہے اور اگر محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئے تو وہ جھوٹا ہے اور اس کے اگلے پاؤں میں رسی ڈال کر اسے ذلیل کیا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا۔" (انجام آتھم ص ۳۱ رخ ج ۱۱ ص ۳۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ الفاظ بھی سامنے رکھیں:

"ان هذا حق فسوف تری وانی اجعل هذا النباء الصدقی الکذبی و ماقلت الابعد ماانبئت من ربی ۔ ایضاً رخ ج ۱۱ ص ۲۲۲"

یہ خدائے بزرگ کی طرف سے (تقدیر مبرم) حق ہے۔ عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ تم جلد ہی دیکھ لو گے اور میں اس کو اپنے سچ اور جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔" (ایضاً ۲۲۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے صاف لفظوں میں اس کا اعلان کیا ہے کہ احمد بیگ کے داماد یعنی محمدی بیگم کا شوہر ڈھائی سال کے اندر مر جائے گا اور یہ تقدیر قطعی ہے یعنی ایسا ہو کر رہے گا اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔ اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں آگئی تو میں سچا ہوں اور اگر میری موت آگئی اور محمدی بیگم میری بیوی نہ بنی تو میں جھوٹا ہوں گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی مبرم کی جو تشریح کی ہے پہلے اسے سامنے رکھے:

نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیوں کہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے: "لا تبدیل لکلمات اللہ۔" یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۴۳ ج ۲)

مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کو جو خط بھیجا اس کے آخر میں بھی یہ بات لکھی تھی:

"اگر میعاد گزر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳ رخ ص ۵۷۴)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کی صورت میں اپنے مخالفین کے لئے کیا منصوبہ طے کیا تھا اسے دیکھئے:

"ان بے وقوفوں کی کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔" (انجام آتھم ص ۵۳ ' ر' خ' ص ۳۳۷ ج۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے آخر میں یہ دعا کی ہے:

"اے قادر و علیم! احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہوں اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر یہ تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر تیری نظروں میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱۶ ج ۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کی مذکورہ تحریرات سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ:

1 .... مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ خدا نے آسمان پر پڑھادیا۔ اس لئے محمدی بیگم اب کسی کی منکوحہ نہیں بن سکتی۔

2 .... اگر وہ کسی کی منکوحہ بن گئی تو خدا تعالیٰ اس کے شوہر کو ڈھائی سال کے اندر مار ڈالے گا اور محمدی بیگم بیوہ ہو کر آخر کار مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آجائے گی۔

3 .... یہ بات اتنی قطعی ہے کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں جو ٹلا نہیں کرتیں اور اگر خدا کی بات ٹل جائے تو اس کا کلام باطل ہو جاتا ہے۔

4 .... مرزا غلام احمد قادیانی محمدی بیگم سے ہو جاتا ہے تو یہ اس کے مامور من اللہ ہونے کا نشان ہوگا اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا سمجھا جائے گا اور اگر محترمہ محمدی بیگم مرزا غلام احمد کی بیوی نہ بن سکی تو مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود کذاب ملعون دجال ذلیل کور باطن ہوگا اور اس کا چہرہ سوروں اور بندروں کی طرح سمجھا جائے گا۔ اس کے پاؤں اور گلے میں رسی ڈال کر اسے نامرادی اور ذلت کے ساتھ کھینچا جائے گا۔ اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی اور تمام قادیانیوں سے ایک سادہ سا سوال کرنا چاہتے ہیں کہ:

.... محمدی بیگم کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ کب ہوا تھا؟

❖............ محمدی بیگم کے شوہر نکاح کے ڈھائی سال کے اندر فوت ہو گئے تھے؟

❖............ مرزاغلام احمد قادیانی کے خدا نے سچ کہا تھایا اس کا خدا بھی اس کی طرح جھوٹ پر جھوٹ بول رہا تھا؟

مرزاغلام احمد قادیانی بقلم خود کذاب دجال ملعون ذلیل اور کور باطن ہوا یا نہیں؟۔

ہمیں یقین ہے کہ مرزا طاہر کبھی بھی اس بات پر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوگا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے ہوا تھا؟ اس لئے کہ یہ حقیقت ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی محترمہ محمدی بیگم کی طلب میں دن رات تڑپتا رہا اور اسے پانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کرتا رہا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی ہر تدبیر کو الٹ کر دیا اور وہ اپنے مقصد میں بری طرح ذلیل ورسوا ہوا اور پھر ذلت ناک موت سے دوچار ہوا۔

قادیانی مربی کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ خدا نے محمدی بیگم کا نکاح آسمان پر پڑھایا تھا مگر جب محمدی بیگم اور اس کے شوہر نے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ نے یہ نکاح فسخ کر دیا۔ اب وہ مرزاغلام احمد کی بیوی نہ رہی اس لئے یہ پیش گوئی کیسے پوری ہو سکتی ہے؟۔

الجواب! قادیانی مربی محمدی بیگم والی پیش گوئی کو جس توبہ کے نام سے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں سب سے پہلے اس کی حقیقت معلوم کریں توبہ کی اس شرط کا ذکر سب سے پہلے مرزاغلام احمد قادیانی کرتا ہے۔

اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شرط تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ:

" ایتها المرئة توبی توبی فان البلاء عقبك. " پس ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا تاخیر میں پڑ گیا۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۲ ج ۲۲ ص ۵۷۰)

مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے اس بیان میں جس شرط کا ذکر کیا ہے وہ شرط اس سے پہلے کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ تقریباً اٹھارہ انیس سال سے محمدی بیگم کا قصہ چلا آرہا ہے اور یہ شرط ۱۹۰۷ء میں سامنے کر دی گئی۔

اگر یہ شرط بالفرض محال موجود تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شرط کے پورا ہو جانے کی اطلاع مرزاغلام احمد قادیانی کو کیوں نہ دی؟ اور وہ بھی ایک دو دن نہیں سالہا سال تک خدا نے

اسے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے توبہ کرلی ہے اس لئے اب یہ عورت تمہیں نہیں مل سکے گی بلکہ اس کے برعکس اسے یہی وحی آتی رہی کہ خدا نے اس کا نکاح باقی رکھا ہے وہ تمہارے پاس آکر رہے گی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ اتنا سنگین مذاق کیوں کر رہا تھا؟۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک اشتہار میں لکھتا ہے کہ :

”توبی توبی فان البلاء علی عقبک ۔“میں صاف توبہ کی شرط تھی اور یہ الہام احمد بیگ اور اس کے داماد دونوں کے لئے تھا کیونکہ عقب لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو کہتے ہیں اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ (محمدی بیگم کی نانی) کو خطاب تھا تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند مرنے کی بلا ہے اگر توبہ کرو گی تو تاخیر مدت کی جائے گی۔ (اشتہار ذب المفترین ص ۱۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ توبہ محمدی بیگم کی نانی کی تھی اس لئے یہ نکاح منسوخ ہو گیا۔ مرزا طاہر قادیانی ہمیں بتائے کہ کسی کی نانی اگر کسی گناہ سے توبہ کرے تو کیا اس کی نواسی کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کی شریعت ہی نرالی ہے کہ ان کے ہاں نانی کی توبہ سے نواسی کا نکاح جاتا رہتا ہے۔ قادیانی نانیوں اور نواسیوں کو یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے اور نواسی کا گھر برباد کرنا ہو تو اپنے کسی گناہ سے توبہ کرلینی چاہیئے۔ جب خدا کا پڑھایا ہوا نکاح نانی کی توبہ سے ٹوٹ سکتا ہے تو ایک عام قادیانی مولوی کا پڑھایا ہوا نکاح کیسے ٹوٹ نہیں سکتا۔

رہی یہ بات کہ محمدی بیگم کی نانی جو بقول مرزا غلام احمد قادیانی اس کے نکاح میں بڑی رکاوٹ تھی اس نے توبہ کی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ نہ اس نے کوئی توبہ کی نہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لائی نہ اپنی نواسی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں دینے کے لئے راضی ہوئی۔ رہا محمدی بیگم اور اس کے شوہر کا توبہ کرنا تو یہ بھی قادیانیوں کا جھوٹ ہے نہ سلطان محمد نے مرزا غلام احمد قادیانی کو تسلیم کیا نہ محمدی بیگم نے اسے مانا۔ یہ دونوں میاں بیوی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کے منکر تھے اور اس کے آسمانی نکاح کے جھوٹ ہونے کے کھلے گواہ تھے۔ جب قادیانیوں نے ان کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی سے ڈر کر ان کے حلقہ عقیدت میں داخل ہو چکے ہیں تو انہوں نے اعلان کیا کہ یہ جھوٹ ہے۔

موصوف نے ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو یہ تحریر لکھی :

”جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جو میری موت کی پیشگوئی کی تھی میں نے اس میں اس کی تصدیق کبھی نہیں کی نہ میں اس پیشگوئی سے کبھی ڈرا میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیروکار رہا ہوں۔“

موصوف کی یہ تحریر اخبار اہل حدیث امرتسر کے ۱۴ مارچ ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی۔ اخبار کے مدیر نے اس پر چیلنج بھی شائع کیا کہ اگر کوئی شخص اس بیان کو غلط ثابت کر دے تو اسے انعام بھی دیا جائے گا۔

محترمہ محمدی بیگم کے شوہر سلطان محمد کا یہ خط بھی دیکھئے جو انہوں نے سید محمد شریف گھڑیالوی مرحوم کے نام لکھا تھا جسے اخبار اہل حدیث امرتسر نے اپنی ۱۴ نومبر ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں شائع کیا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سلطان محمد صاحب اسلام پر پوری طرح ثابت قدم رہے ہیں اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا اور قادیانیوں کو برا سمجھتے تھے۔

ان کا خط ملاحظہ کیجئے:

مکرم جناب شاہ صاحب۔ میں تادم تحریر تندرست اور بفضل خدا زندہ ہوں میں خدا کے فضل سے ملازمت کے وقت بھی تندرست رہا ہوں میں اس وقت بعہدہ رسالداری پنشن پر ہوں گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پانچ مربعہ اراضی عطا ہوئی ہے۔ میری جدی زمین بھی قصبہ پٹی میں میرے حصہ میں قریباً ۱۰۰ بگھ آئی ہے اور ضلع شیخوپورہ میں بھی میری اراضی قریباً تین مربعہ اراضی ہے۔ میں خدا کے فضل سے اہل سنت والجماعت ہوں میں احمدی مذہب کو برا سمجھتا ہوں میں اس کا پیرو نہیں ہوں۔ اس کا دین جھوٹا سمجھتا ہوں۔

والسلام!

تابعدار سلطان محمد بیگ پنشنر از پٹی ضلع لاہور

آپ ہی سوچیں کہ اگر سلطان محمد مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی سے ڈر گیا ہوتا اور اس نے توبہ کر لی ہوتی تو اس کا نتیجہ محمدی بیگم کی طلاق کی صورت میں نہ نکلتا؟۔ دنیا گواہ ہے کہ محمدی بیگم آخر تک سلطان محمد کی اہلیہ محترمہ رہیں اور وہ کبھی مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں نہ آئیں۔

کیا یہ بات کسی لطیفہ سے کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمدی بیگم کا آسمان پر نکاح پڑھایا۔ محمدی بیگم کا باپ اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی بجائے سلطان محمد کے حوالہ کر رہا ہے۔ فضل احمد اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی بیویوں کو فارغ کر رہا ہے اور اپنے بیٹوں کو وراثت سے محروم کرتا ہے مگر

محمدی بیگم کی نانی توبہ کر رہی ہے اور اللہ میاں فوراً اس نکاح کو فسخ کر دیتے ہیں۔ عجیب کہانی ہے۔ کیا قادیانیوں میں کوئی پڑھالکھا آدمی نہیں جو اس گتھی کو سلجھا سکے۔

پھر مذکورہ عبارت کے یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں کہ ان لوگوں نے توبہ کی۔ شرط میں نانی کا ذکر کرتا تھا یہ ان لوگوں کا ذکر کہاں سے آگیا۔ یعنی نانی سے کہا گیا تھا کہ توبہ کر لور توبہ کس نے کی؟ ان لوگوں نے۔ عجب تماشہ ہے۔

پھر یہ بات نا قابل فہم ہے کہ اگر نکاح فسخ ہو گیا تھا تو پھر لفظ "یا" کی کیا ضرورت باقی رہ گئی تھی اور اگر نکاح تاخیر میں پڑ گیا تھا تو یہ فسخ کیسے ہو گیا۔ اگر فسخ ہو گا تو خدا نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ اب تمہیں تڑپنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم خود ہی اسے فارغ کر چکے ہیں۔ خدا نے اس غریب کو آخر تک اتنا کیوں تنگ کیا۔ خدا تعالیٰ تو سب جانتے تھے۔ اس نے یہ تماشہ کس لئے دکھایا اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہے کہ :

" یہ پیش گوئی کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴' ر' خ' ج ۱۱ ص ۳۳۸)

یہ جملہ اس صورت میں درست ہے جب یہ پیش گوئی پوری ہو جاتی اور محمدی بیگم مرزا غلام احمد قادیانی کے حبالہ عقد میں آجاتی لیکن وہ نہ آئی اور قادیانیوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا تو چ ۔۔۔ا تا کہ۔ اس کا آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۹۳)

مگر افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا آخری سفر حسرت کا سفر ہوا اور وہ محمدی بیگم کو اپنی بیوی نہ بنا سکا اور اسی حسرت میں قادیان کے گڑھے میں دبایا گیا۔ مگر مرزا بشیر احمد کی بے شرمی کی انتہا ہے کہ وہ اب بھی اس پیش گوئی کا پورا ہونا بتاتا ہے۔ اس نے لکھا کہ :

" پیش گوئی کا یہ حصہ بھی کمال صفائی سے پورا ہوا۔" (سلسلہ احمدیہ ص ۷۴ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)

مرزا بشیر احمد اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے قریبی ساتھی اور لاہوری قادیانیوں کے سربراہ محمد علی لاہوری کا اعتراف دیکھ لیتے تو انہیں اتنا بڑا جھوٹ بولتے کچھ تو حیا آجاتی۔ محمد علی لکھتا ہے کہ :

"یہ سچ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہو گا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔ اب

ایک بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں کسی امر کا مجموعی طور پر فیصلہ کرنا چاہیے جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے صرف ایک پیش گوئی کو لے کر بیٹھ جانا اور باقی کو چھوڑ دینا یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں ہے۔"(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء)

مسٹر محمد علی نے تسلیم کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیش گوئی غلط نکلی۔ رہی یہ بات کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری پیش گوئیاں پوری ہوئیں ہم انشاء اللہ آگے چل کر بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم پیش گوئیاں کس قدر غلط ثابت ہوئیں ہیں اور اسے کس طرح رسوائی ہوتی رہی ہے۔ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کے پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم نے مسٹر محمد علی کے مذکورہ بیان پر جو جاندار تبصرہ کیا ہے قادیانی مربی اس کے جواب سے آج تک عاجز ہیں۔ آپ بھی دیکھیے:

قادیانی معذرت یہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہو جانے کی صورت میں بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہونے میں چنداں مضائقہ نہیں مگر قابل لحاظ امر یہ ہے کہ سب پیش گوئیاں اپنی قوت اہمیت اور صراحت میں یکساں نہیں ہوتیں یہ شادی کی پیش گوئی بہر صورت پوری ہو جاتی کہ اس کی تکمیل آسمان پر اور تشہیر زمین پر بخوبی ہو چکی تھی اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔ مزید بر آں اس کی دھن میں گھر برباد ہوا قدیم بیوی کو طلاق ملی جوان لڑکے عاق ہوئے گھر میں کنبے میں نفاق پڑا علالت میں حالت مرگ تک پہنچی تو بھی پیش گوئی دل سے جدا نہ ہو سکی لیکن وائے قسمت پوری ہونی تھی نہ ہوئی:

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد تو آتا ہے
وہ ہر ایک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا

(قادیانی مذہب ص ۸۷۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت تک کوشش رہی کہ کسی طرح بھی محمدی بیگم کا شوہر مرے اور وہ اسے نکاح میں لا سکے مگر یہ حسرت دل میں ہی رہ گئی اور موت کے طاقتور ہاتھ نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی کی شہ رگ کاٹ دی اس کے اپنے خسر میر ناصر کے بقول وہ وبائی ہیضہ میں مر گیا(حیات ناصر ص ۱۴) جب کہ محترمہ محمدی بیگم اور ان کے شوہر نامدار خیر و عافیت اور صحت و سلامتی کے ساتھ رہے۔ محمدی بیگم کا نکاح ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم

کے شوہر نکاح والے دن سے ڈھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا اس حساب سے سلطان محمد کی زندگی زیادہ سے زیادہ ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء تک تھی مگر سلطان محمد ۱۹۱۴ء کی جنگ میں بھی شریک ہوئے تھے انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے تقریباً پچاس سال بعد وفات پائی۔ جب کہ محمدی بیگم نے ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء میں وفات پائی۔

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک کم سن بچی (محمدی بیگم) سے بیاہ رچانے کے لئے خدا پر افتراء کیا اور گھر میں بیٹھے بیٹھے پیش گوئیاں بناتا رہا اور اسے پورا کرنے کے لئے طرح طرح کے مکر اور فریب کے جال بنتا رہا۔ مگر افسوس کہ وہ اپنے ہی جال میں پھنستا چلا گیا۔ اگر یہ پیش گوئیاں خدا کی طرف سے ہوتیں تو ضرور اس کا اثر ہوتا اور محمدی بیگم آخر کار اس کے نکاح میں آتی۔ اب جو لوگ گھر بیٹھے اس قسم کی پیش گوئیاں کرتے ہیں انہیں کیا سمجھنا چاہیئے۔ اب اس بات میں ہم کچھ نہیں کہتے مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی ایک تحریر پیش کرتے ہیں تاکہ ہر قادیانی اپنے نبی کو اس کی اپنی تحریر میں بآسانی دیکھ سکے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ دیکھئے:

"ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیش گوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پورے ہونے کے لئے کوشش کرے اور کراوے۔" (سراج منیر ص ۲۳، ر، خ، ج ۱۲ ص ۲۷)

اب اس تحریر کی روشنی میں اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مریدوں کو ایسا ہی سمجھے تو اس پر قادیانیوں کو ناراض نہ ہونا چاہیئے۔ واقعات خود اس کے اپنے تیار کردہ ہیں اور فیصلہ بھی اس کا اپنا ہے۔ ہم نے تو صرف اس کی نشاندہی کر دی ہے۔ قادیانیوں کے لئے مقام غور ہے کہ وہ جس شخص کو مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور آنکھ بند کر کے اس پر ایمان لے آئے ہیں کیا اسے ایک شریف انسان بھی کہا جا سکتا ہے۔ آپ خود ہی سوچیں کہ جو شخص نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اخلاقی طور پر اتنا گر چکا ہو اسے مامور من اللہ سمجھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟۔

فاعتبروا یااولی البصار۔

☆......☆......☆

تحریک پاکستان اور گروہ قادیان

تحریر: صادق علی زاہد

قادیانیت ایک سیاسی تحریک ہے جسے بر صغیر میں انگریزی استعمار کو طول دینے کے لئے تخلیق کیا گیا تھا لیکن اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اسے مذہب کا لبادہ اوڑھادیا گیا۔ قادیانی گروہ اپنے جنم دن سے ہی برطانوی استعمار کی بلاچون وچرا اطاعت ووفاداری کا درس دیتے آئے ہیں۔ اس گروہ کے گرو مرزا غلام احمد قادیانی نے برملا اعتراف حقیقت کرتے ہوئے اپنی کتاب تبلیغ رسالت جلد 7 صفحہ 19 پر تحریر کیا:

"ہمارا جانثار خاندان سرکار دولت مدار سلطنت انگلشیہ کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے بھی کبھی دریغ نہیں کیا۔"

برطانوی استعمار کو طول دینے کے لئے عالم اسلام کے خلاف اس انگریز کے خود کاشتہ پودے نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اگر ان کی تفصیل یکجا کی جائے تو بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے 'اس سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص 65 از مرزا غلام احمد قادیانی)

مگر اس وقت ہم زیادہ تفصیل میں جانے کی بجائے اجمالی طور پر صرف اس پہلو کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے کہ اس نازک ترین دور میں جب عالم اسلام میں ایک انتہائی اہم اور عظیم تر ریاست (پاکستان) معرض وجود میں آرہی تھی تو قادیانی گروہ نے اس کی تشکیل میں کیا اہم خدمات سرانجام دیں۔

پہلی گول میز کانفرنس اور ظفر اللہ خان قادیانی

وائسرائے ہند نے 12 نومبر 1930ء تا 19 جنوری 1931ء انگلستان میں برصغیر کے اہم

سیاسی لیڈروں کی کانفرنس طلب کی تاکہ ہندوستان کے داخلی امن وامان کا کوئی حل ڈھونڈا جاسکے۔ اسی کانفرنس میں مسلم لیگی زعماء نے مسلمانوں کو ایک الگ قوم کی حیثیت دیئے جانے اور ان کے حق نمائندگی کو تسلیم کرلئے جانے کی وضاحت کی۔ اس کانفرنس میں ظفر اللہ خان قادیانی نے بھی شرکت کی۔ مگر اس کی شرکت کا مقصد کیا تھا۔ اس حقیقت سے پردہ "اقبال کے آخری دو سال" کے مصنف ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے اٹھایا ہے۔

موصوف لکھتے ہیں:

"سر فضل حسین ممبر وائسرائے کونسل نے یوپی کے گورنر سر میلکم ہیلی کو 10 مئی 1930ء کو ایک خط کے ذریعہ اپنی کارکردگی سے ان الفاظ میں آگاہ کیا: میں نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریریں کرے اور اسے کوئی ٹوکنے والا نہ ہو۔ ایسا نڈر آدمی کانفرنس میں ضرور ہو جو جناح کو دو بدو جواب دے اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں ہیں۔ بلاشبہ یہ کام مشکل بھی ہے اور ناگوار بھی بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ اس نمائندے کی جس کے خیالات کی تردید منظور ہے حیثیت بہت بلند ہے۔ یقین ہے شفاعت احمد اور ظفر اللہ اس فرض کی بجاآوری میں قطعاً دریغ نہیں کریں گے۔ شفیع کے متعلق مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے جناح کی مخالفت میں کچھ کہا تو مبادا اسے ذاتی رقابت پر محمول کیا جائے گا۔" (اقبال کے آخری دو سال از ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی ص259)

تیسری گول میز کانفرنس اور قادیانی

جناب جی اے الانا (غلام علی الانا سابق وائس چانسلر قائداعظم یونیورسٹی کراچی) نے قائداعظم محمد علی جناح اور پاکستان کے حوالے سے کئی ایک نہایت اہم اور تحقیقی تحریریں لکھی ہیں اور قائداعظم کی شخصیت کے حوالے سے آپ کی تحریروں کو نہایت اہمیت وقدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

آپ اپنی کتاب "قائداعظم" کے صفحہ 307 میں تحریر فرماتے ہیں:

"تیسری گول میز کانفرنس منعقدہ 17 نومبر 1932ء تا 24 دسمبر 1932 کے موقع پر جب چوہدری رحمت علی کے پمفلٹ "اب یا کبھی نہیں" پر بحث ہو رہی تھی تو ظفر اللہ خان قادیانی نے لفظ پاکستان اور اس سکیم کو طلباء کی سکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا۔"

خواب کی بات

23 مارچ 1940ء کو منٹو پارک لاہور (موجودہ اقبال پارک) میں منعقدہ مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کے حصول کی قرارداد باقاعدہ منظور کر لی گئی اور علیحدہ ملک کے حصول کے لئے کوششیں تیز کر دی گئیں تو قادیانی بھی تقسیم ہند کی مخالفت کے لئے جوتے اتار کر میدان میں آگئے۔ 13 اپریل 1947ء کو ظفر اللہ خان قادیانی کے بھتیجے کا نکاح تھا۔ قادیانی جماعت کا خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد نکاح کی تقریب میں شریک ہوا اور اپنا ایک خواب سنایا جو قادیانیوں کے آرگن (روزنامہ الفضل) میں شائع ہوا۔

اخبار لکھتا ہے:

"حضور نے اپنا رویا بیان فرمایا جس میں ذکر تھا کہ گاندھی جی آتے ہیں اور حضور کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹنا چاہتے ہیں اور ذرا سی دیر لیٹنے کے فوراً بعد اٹھ کر بیٹھے اور گفتگو شروع کر دی۔ دوران گفتگو حضور نے گاندھی جی کو مخاطب کر کے فرمایا سب سے اچھی زبان اردو ہے۔ گاندھی جی نے بھی اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا دوسرے نمبر پر پنجابی ہے۔ گاندھی جی نے اس پر تعجب کیا مگر آخر مان گئے۔ اس کے بعد رؤیا میں نظارہ بدل گیا..............."

اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا یہ موجودہ فسادات سے متعلق ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہندو مسلم تعلقات ابھی اس حد تک نہیں پہنچے کہ صلح نہ ہو سکتی ہو۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد کوئی بہتر صورت پیدا ہو جائے۔ پھر حضور نے فرمایا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشاورت رکھنی

چاہئے۔(الفضل قادیان اپریل 1947ء بحوالہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ج اول ص 446)

5اپریل 1947ء کو قادیانیوں کے ترجمان (الفضل) نے ایک بار پھر اپنا موقف ان الفاظ میں دھرایا:

"بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔"

ہیڈ آف دی احمدیہ موومنٹ

1944ء میں ظفر اللہ خان قادیانی نے ایک پمفلٹ ہیڈ آف دی احمدیہ موومنٹ کے نام سے مرتب کیا۔ اس پمفلٹ میں ہندوستان کی سیاسی صورت حال کے بارے میں قادیانی سربراہ مرزا محمود احمد قادیانی کے خیالات و نظریات اور اس کی شخصیت کا تعارف کرایا گیا تھا۔ اس میں سر ظفر اللہ خان قادیانی نے تحریر کیا کہ مرزا محمود احمد قادیانی اکھنڈ بھارت کے موئید اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے مخالف ہیں۔ (قادیان سے اسرائیل تک ص 186 از ابو مدثرہ بحوالہ ہیڈ آف دی احمدیہ موومنٹ)

قادیانیوں کے لندن مشن نے اس پمفلٹ کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی۔

ذاتی منصوبہ

1945-1946ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی نے جب یہ ثابت کر دیا کہ اب مسلم لیگ کا مطالبہ تقسیم ہند ماننا ہی پڑے گا تو قادیانی سربراہ مرزا محمود احمد قادیانی قادیان سے دہلی روانہ ہوا تاکہ برطانوی سرکاری عہدہ داروں اور برصغیر کے سیاسی قائدین سے گفت و شنید کر سکے۔ مرزا محمود احمد قادیانی 26 ستمبر 1946ء کو دہلی روانہ ہوا اور اس کے ہمراہ دیگر قادیانیوں میں اس کے بھائی مرزا شریف احمد' مرزا بشیر احمد' ظفر اللہ خان کا بھائی اسد اللہ خان اور عبدالرحیم درد وغیرہ شامل تھے۔ (تاریخ احمدیت ص 321ج10) قیام دہلی کے دوران برطانوی انٹیلی جنس کے افسران سے تبادلہ خیال کیا اور وائسرائے لارڈ ویول سے خط و کتابت کی۔ عبدالرحیم درد کو خصوصی پیغام دے کر وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کے پاس بھیجا۔ برطانوی دفتر خارجہ سے بھی رابطہ کیا اور طویل مذاکرات کے بعد برطانوی انٹیلی جنس کے تعاون سے ایک سازش تیار کی۔ اس سازش سے پردہ اٹھانے کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ بہت مدد دے سکتا ہے۔ جاری ہے!

بیمار پرسی کا ثواب

تحریر: مولانا محمد اقبال علوی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے' جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے' اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

سنن ابی داؤد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ شانہ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لیے دوا پیدا کی اس لیے دوا کرو' البتہ حرام چیز سے علاج مت کرو۔" (زادالمعاد)

علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط

حضور اکرم ﷺ حالت مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے' ارشاد فرمایا اے بندگان خدا! دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفاء مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے' لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "بہت زیادہ بڑھاپا" (ترمذی' زادالمعاد)

آپ ﷺ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے (زادالمعاد)

نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے۔ (زادالمعاد)

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد فرماتے: اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی' (زادالمعاد)

مریضوں کی عیادت

صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں جو بیمار ہو جاتا' حضور اکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ (زادالمعاد)

مریض کی عیادت کے لیے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا' بلکہ آپ ﷺ دن رات تمام اوقات میں (حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلہ میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے' (مشکوۃ)

آپ ﷺ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے۔ اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے طبیعت کیسی ہے؟ (زادالمعاد)

آنحضرت ﷺ عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے' اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لیے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو' اگر مضر نہ ہو۔ (حصن حصین)

تسلی و ہمدردی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش کرو (اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کر سکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہو گا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (جامع ترمذی سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

کبھی آپ ﷺ مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے' پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے' اے اللہ' اسے شفاء دے' اور جب آپ ﷺ مریض کے پاس تشریف لے جاتے' تو فرماتے فکر کی کوئی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا' بہ اوقات آپ ﷺ یہ فرماتے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور طہور بن جائے گی۔ (زادالمعاد)

عیادت کے فضائل

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ مؤمن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب الرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو' کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم مشکوۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے اس لیے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ' مشکوۃ)

مریض پر دم اور اس کیلئے دعائے صحت

آپ ﷺ مریض کے لیے تین بار دعا فرماتے' جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی۔ اے اللہ سعد کو شفاء دے اے اللہ سعد کو شفاء دے۔ اے اللہ سعد کو شفا دے۔ (زادالمعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے' اذھب الباس رب الناس الخ (اے سب آدمیوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرما دے اور شفاء عطا فرمادے' تو ہی شفاء دینے والا ہے' بس تیری ہی شفاء شفاء ہے' ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے) (صحیح بخاری' و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے' پھر جب آپ ﷺ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ پر دم کرتی جن کو پڑھ کر آپ ﷺ دم کیا کرتے تھے' اور آپ

ﷺ کا دست مبارک آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتی۔(صحیح بخاری' صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضور ﷺ مریض کی پیشانی یا دکھتی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے۔ اللھم اذھب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔

ترجمہ: "اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے' تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے' ایسی شفاء دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے۔"

یہ دعا بھی وارد ہے: اللھم اشفہ اللھم عافہ

ترجمہ: اے اللہ! اس کو شفاء دے اور اس کو عافیت دے"۔

یا سات مرتبہ یہ دعا پڑھے:

اسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک

ترجمہ: میں سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو بڑا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفاء بخشے"۔

جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفاء دے گا۔(مسلم' بخاری' ترمذی' زادالمعاد' ابوداؤد' حصن حصین)

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بسم اللہ اور سات مرتبہ کہو اعوذ بعزۃ اللہ قدرتہ من شرما اجد و احاذر (میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پارہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے) کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرما دی۔(صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھ کر حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔

اعیذ بکلمات اللہ التامہ من شر کل شیطان وھامتہ ومن کل عین لامنہ

ترجمہ: میں تمہیں پناہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر اثر ڈالنے والی آنکھ سے“۔

اور فرماتے تھے کہ تمہارے جدامجد ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسمٰعیل و اسحٰق علیہ السلام پر ان کلمات سے دم کرتے تھے۔(معارف الحدیث‘ رواہ البخاری)

جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی‘ آپ ﷺ اس پر دم کرتے‘ چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے‘ پھر دعا پڑھتے۔

بسم اللہ تربہ ارضنا بریقہ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے یہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفاء دے گی۔“ اور اس جگہ انگلی پھیرتے۔ (زادالمعاد)

حالت مرض کی دعا

جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے‘ اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

اگر مرض میں یہ دعا پڑھے اور مرجائے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی‘

لا الہ الا اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الہ الا اللہ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ (ترمذی نسائی‘ ابن ماجہ)

زمانہ بیماری میں صدق دل اور سچے شوق سے یہ دعا کرے۔ (معارف الحدیث)

اللھم رزقنی شھادہ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک (حصن حصین)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اور کیجئے میری موت اپنے رسول اللہ ﷺ کے شہر میں“۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے

معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے اعمال اسی طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت و تندرستی کی حالت میں اور زمانہ اقامت میں کیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری' معارف الحدیث)

تکالیف وجہ رفع درجات

محمد ابن خالد سلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندہ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے' یہاں تک کہ ان مصائب و تکالیف (ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔(معارف الحدیث' مسند احمد' سنن ابی داؤد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو جو بھی بیماری' جو بھی پریشانی' جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے' یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

موت کی یاد اور اس کا شوق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے"(جامع ترمذی' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے.کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "موت مؤمن کا تحفہ ہے" (شعب الایمان للبیہقی' معارف الحدیث)

موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے

کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دعا کرے اور اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دعا کرے :-

اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیرالی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیراتی

ترجمہ: اے اللہ! جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اٹھا لے۔" (صحیح بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والوں کو کلمہ لا الہ الا اللّٰہ کی تلقین کریں۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو۔ (معارف الحدیث۔ مسند احمد۔ سنن ابی داؤد۔ سنن ابن

سکرات الموت

مرنے والے کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ یہ دعا مانگے۔

اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ اور لا الہ الااللہ پڑھے اور اللھم اعنی علی غمرات الموت وسکرات الموت

ترجمہ: "اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ اے اللہ! موت کی سختیوں (کے اس موقع) میں میری مدد فرما۔" (ترمذی)

جان کنی

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں دب جائیں تو چاہیے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے اشھد ان لاالہ الااللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور

اس کے پڑھنے کے لیے اصرار نہ کریں اس لیے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اور کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورہ یٰسین پڑھے اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں۔ (ترمذی)

جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق یہ دعا پڑھیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا۔ (ترمذی)

ترجمہ: بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما۔"

جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں۔

بسم اللہ وعلی ملتہ رسول اللہ اللھم یسر علیہ امرہ وسھل علیہ ما بعدہ واسعدہ بلقائک واجعل ماخرج الیہ خیراً مما خرج عنہ ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر اے اللہ! اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ زمان آسان فرما جو اب اس کے بعد آئے گا' اور اس کو اپنے دیدار (مبارک) سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے) پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے اتار کر ایک چادر اوڑھائیں اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں زمین پر نہ چھوڑیں' پھر اس کے دوست احباب کو خبر کر دیں تاکہ اس کی نماز میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور اس کے لیے دعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کریں۔

غسل سے پہلے میت کے قریب قرآن پڑھنا منع ہے۔

واللہ ولی التوفیق

بشکریہ

مبین ٹرسٹ اسلام آباد

سرہند شریف

اللہ والوں کی سرزمین

تحریر: جمیل اطہر سرہندی

سرہند شریف کو فقیروں اور درویشوں کی دنیا میں ہمیشہ قدر و منزلت کا مقام حاصل رہا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے تھے جنہوں نے سینکڑوں سال تک اس سرزمین میں نیکی اور پاکیزگی کے بیج بوئے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کا مقدس فرض ادا کیا۔ سرہند کو طویل عرصہ تک ہندوستان میں بہت اہم مقام حاصل رہا ہے اور یہ شہر صدیوں تک علاقے میں ہزاروں لوگوں کی تقدیر سنوارنے اور بدلنے کا مرکز اور محور بنا رہا ہے۔ خاص طور پر ہندوستان میں مغلیہ حکمرانوں کے دور میں سرہند کو سیاسی اور دینی اعتبار سے قیادت و سیادت کا مرکز بنے رہنے کا شرف حاصل رہا۔ سرہند نشیب و فراز کے بے شمار ادوار سے گزرا۔ کئی بار خانہ جنگی ہوئی۔ کئی بار یہ میدان جنگ بنا اور ہر بار پنجاب کی ریاست پٹیالہ کا یہ تاریخی شہر تاریخ کا رخ بدلنے میں اپنا کردار ادا کرتا رہا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سرہند مسلمانوں کی تگ و تاز کا ہی محور نہیں رہا بلکہ سکھوں کے کئی اہم معرکے بھی اسی سرزمین پر سر کئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی ابدی آرام گاہ جسے علاقے کے مسلمان روضہ شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آدھے میل کے فاصلے پر سکھوں کا متبرک مقام گوردوارہ فتح گڑھ صاحب بھی واقع ہے۔ روضہ شریف مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کو بحال اور برقرار رکھنے کی اس عہد آفرین جدوجہد کی گواہی دیتا ہے جو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے مغلیہ حکمرانوں اکبر اور جہانگیر کے دور میں نہایت استقامت اور اولوالعزمی کے ساتھ انجام دی تھیں۔ اسی طرح سکھوں کا یہ متبرک مقام ہندوؤں کے اقتدار اعلیٰ کے خلاف سکھوں کے کئی معرکوں کا مظہر ہے۔ سرہند شریف مسلمانوں کے قلب و نگاہ کو نئی روح عطا کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے چپے چپے میں مسلمانوں کے ان اسلاف کے مدفن ہیں جنہوں نے ظلمت و تاریکی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاریؒ سے اکتساب فیض کیا تھا جنہوں نے حقیقت میں نقشبندی سلسلے کی پہلی اینٹ رکھی تھی۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاریؒ اور حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ نے سلسلہ نقشبندیہ متعارف ضرور کرایا تھا لیکن اس سلسلہ کو نئی روح اور تازگی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے بخشی۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے لقب سے موسوم ہوئے۔ 1600ء میں حضرت نے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کیا اور راستے میں دہلی قیام کیا۔ یہیں آپ کی ملاقات حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ سے ہوئی۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کے پاس قیام کا فیصلہ کیا اور حج پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور یہیں اپنے روحانی پیشوا کے قدموں میں رہ کر دولت ایمانی حاصل کر لی۔ حضرت باقی باللہ ؒ نے دو ماہ تک شیخ احمد سرہندیؒ کو تزکیہ کے عمل سے گزارا اور پھر انہیں سرہند چلے جانے کا حکم دیا۔ چار سال تک آپ سرہند میں ایمان وایقان کی روشنی بکھیرتے رہے اور پھر جب آپ دوبارہ حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ نے ان کی غیر معمولی پذیرائی کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ 1603ء میں پھر دہلی تشریف لے گئے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانیؒ لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں قیام ہی کے دوران آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کے سانحہ ارتحال کی خبر ملی جس پر آپ نے لاہور کا قیام مختصر کر دیا اور پھر دہلی تشریف لے گئے جہاں انہیں سلسلہ نقشبندیہ کی سربراہی کا اعزاز عطا کیا گیا اور اس حیثیت میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ یہ وہ گھڑی تھی جب حضرت احمد سرہندیؒ کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی اور دور دور سے لوگ ان سے کسب فیض کے لئے حاضر ہونے لگے۔ انہوں نے لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے فیض یاب کیا۔ اس وقت ہندوستان میں دین اسلام کو بے شمار مسائل اور مشکلات کا سامنا تھا۔ اسلام کی تعلیمات پر ہندو دھرم کے اثرات ہویدا ہونے لگے تھے اور یہ محسوس کیا جانے لگا تھا کہ اہل اسلام کو اسلام کی اصل تصویر سے آشنا کیا جائے۔ اکبر کا دین الٰہی بھی اپنا کام دکھانے لگا تھا۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے ان تمام فتنوں کے خلاف مسلمانوں کو شعور اور آگہی عطا کی۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کے سونپے ہوئے مشن کو پورا کرنے کا پختہ عزم کر لیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک طرف تبلیغ وتربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے اور دوسری طرف اکبر وجہانگیر کے شاہی درباروں میں ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ حضرت شیخ کی تبلیغ کے ثمرات سامنے آنے لگے اور

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاریؒ سے اکتساب فیض کیا تھا جنہوں نے حقیقت میں نقشبندی سلسلے کی پہلی اینٹ رکھی تھی۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاریؒ اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے سلسلہ نقشبندیہ متعارف ضرور کرلیا تھا لیکن اس سلسلہ کو نئی روح اور تازگی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے بخشی۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے لقب سے موسوم ہوئے۔ 1600ء میں حضرت نے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کیا اور راستے میں دہلی قیام کیا۔ یہیں آپ کی ملاقات حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ہوئی۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے پاس قیام کا فیصلہ کیا اور حج پر جانے کا ارادہ ترک کردیا اور یہیں اپنے روحانی پیشوا کے قدموں میں رہ کر دولت ایمانی حاصل کرلی۔ حضرت باقی باللہؒ نے دو ماہ تک شیخ احمد سرہندیؒ کو تزکیہ کے عمل سے گزارا اور پھر انہیں سرہند چلے جانے کا حکم دیا۔ چار سال تک آپ سرہند میں ایمان وایقان کی روشنی بکھیرتے رہے اور پھر جب آپ دوبارہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے ان کی غیر معمولی پذیرائی کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ 1603ء میں پھر دہلی تشریف لے گئے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانیؒ لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں قیام ہی کے دوران آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے سانحہ ارتحال کی خبر ملی جس پر آپ نے لاہور کا قیام مختصر کردیا اور پھر دہلی تشریف لے گئے جہاں انہیں سلسلہ نقشبندیہ کی سربراہی کا اعزاز عطا کیا گیا اور اس حیثیت میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ یہ وہ گھڑی تھی جب حضرت احمد سرہندیؒ کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی اور دور دور سے لوگ ان سے کسب فیض کے لئے حاضر ہونے لگے۔ انہوں نے لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے فیض یاب کیا۔ اس وقت ہندوستان میں دین اسلام کو بے شمار مسائل اور مشکلات کا سامنا تھا۔ اسلام کی تعلیمات پر ہندو دھرم کے اثرات ہویدا ہونے لگے تھے اور یہ محسوس کیا جانے لگا تھا کہ اہل اسلام کو اسلام کی اصل تصویر سے آشنا کیا جائے۔ اکبر کا دین الٰہی بھی اپنا کام دکھانے لگا تھا۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے ان تمام فتنوں کے خلاف مسلمانوں کو شعور اور آگہی عطا کی۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے سونپے ہوئے مشن کو پورا کرنے کا پختہ عزم کرلیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک طرف تبلیغ وتربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے اور دوسری طرف اکبر وجہانگیر کے شاہی درباروں میں ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کررہے تھے۔ رفتہ رفتہ حضرت شیخ کی تبلیغ کے ثمرات سامنے آنے لگے اور

کئی اعلیٰ افسر شیخ احمد سرہندیؒ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر ان کے مرید بن گئے۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ان کے دربار میں حاضر ہوں اور دربار کی روایت کے مطابق بادشاہ کو سجدہ تعظیمی بجا لائیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ سجدہ صرف خدا تعالیٰ کو روا ہے اور وہ اس کے سوا نہ کسی کے سامنے جھکے ہیں اور نہ جھکیں گے۔ کوئی فانی شخص سجدہ کا سزاوار نہیں۔ بادشاہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس اعلان پر مشتعل ہو گیا اور اس نے غصے میں بھر کر یہ حکم دے دیا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا جائے۔ جہانگیر کے اس اقدام نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیروکاروں کو سخت مضطرب کر دیا۔ کابل سے مہابت خان نے جہانگیر کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا فیصلہ کیا لیکن حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مہابت خان کو پیغام بھیجا کہ وہ اس سے باز رہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ تین سال تک قلعہ گوالیار کے قید خانے میں قیدیوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دیتے رہے اور بادشاہ کے مصاحبوں کو گوالیار سے بھی مکاتیب لکھتے رہے اور انہیں اسلام کی حقانیت اور صداقت کا پیغام پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ پھر وہ سعید گھڑی آئی جب جہانگیر کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیغام کی سچائی کا احساس ہوا اور اس نے حضرت سے اپنی غلطیوں پر شرمندگی اور ندامت کا اظہار کیا اور وہ تمام احکامات اور روایات منسوخ کر دی گئیں جو اکبر کے دین الٰہی کا ورثہ تھیں اور جنہوں نے اسلام کے چہرہ کو دھندلا دیا تھا۔ گمراہی کے بادل چھٹ گئے اور اسلام کا آفتاب پھر ہندوستان کے آسمان پر ضوفشاں ہو گیا۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی کا وصال 63 سال کی عمر میں 26 نومبر 1624ء کو ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے وصال سے تبلیغ، تصوف، معاشرتی اصلاح، تزکیہ و تقویٰ کا وہ سورج غروب ہو گیا جو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے بقول صوفیاء میں مانند ماہتاب تھا اور جس نے ہندوستان میں تصوف کے ایسے چراغ روشن کئے جس سے سرہند شریف آج تک منور چلا آ رہا ہے۔

☆......☆......☆

بقیہ تبصرہ کتب

اس صدقہ جاریہ پر تحقیق و تخریج کا کام شروع کر کے ایسے کار خیر کی بنیاد ڈالی ہے جس سے آنے والی نسلیں مستفیض ہوں گی۔ اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اہل مدارس، علماء و مفتیان اس کام کی قدر دانی کریں گے۔ واقعی یہ کارنامہ لائق تحسین ہے۔ جلد، کتابت، طباعت کاغذ، بہت عمدہ اور ناشرین کے اعلیٰ ذوق کا مظہر ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ اور مرزا غلام احمد قادیانی

ادارہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے سوال کیا گیا کہ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں کس کی شان بلند ہے؟ (بعض علماء نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو پانچواں خلیفہ راشد بھی تسلیم کیا ہے۔) حضرت شیخ صاحبؒ نے جواب میں فرمایا:

”حضرت امیر معاویہؓ جس گھوڑے پر سوار ہوکر میدان جنگ میں گئے۔ اس گھوڑے کی نکیل پر لگنے والی گرد کے ذروں کی شان یہ ہے کہ ہزاروں عمر بن عبدالعزیزؒ مل کر بھی ان ذروں کی شان کو نہیں پہنچ سکتے۔“

ہر وہ شخص جس نے چاہے ایک مرتبہ امام الانبیاء ﷺ کا رخ انور دیکھا اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آیا۔ اسے صحابی ہونے کا درجہ حاصل ہوگیا۔ اب کل روئے زمین کے قطب، غوث اور ابدال مل کر بھی اس صحابی کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتے۔ جس طرح سرکار دو عالم ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں اسی طرح اب قیامت تک صحابی بھی کوئی نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے بے پناہ استقامت، بے مثال استقلال اور ایثار و قربانی کے ایسے یادگار مظاہرے کئے جنہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رکھا جائے گا۔

صحابہ رسول ﷺ کی معراج عظمت، اور ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس خدائی سند سے لگایا جا سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔“

رحمت دو عالم ﷺ پر ایمان لانے والے، آپ ﷺ کے دین کی سربلندی کے لئے مالی و جانی طور پر

قربانیاں دینے والے نفوس قدسیہ کتنے خوش نصیب تھے۔ جنہوں نے سیدالمرسلین خاتم النبیین ﷺ کی امامت میں نمازیں پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ جنہوں نے سرور کائنات حضور ﷺ کی زبان اقدس سے خدا تعالیٰ کا کلام سنا۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے معجزات دیکھے۔ جنہیں سفر میں‘ حضر میں‘ سرتاج دو عالم سرور کائنات حضور ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ انہی فداکاروں کو‘ انہی جانثاروں کو‘ جناب رسالت مآب ﷺ نے مختلف بشارتیں سنائیں۔

سیدالکونین سرکار دو عالم خاتم الانبیاء سرور کائنات حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"میرے صحابہؓ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔"

صحابہ کرامؓ ان خوش نصیب لوگوں کا گروہ تھا جنہوں نے دولت دین براہ راست محبوب خدا سرکار دو عالم حضور ﷺ سے حاصل کی تھی۔

سرکار دو عالم خاتم الانبیاء سرور کائنات حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو‘ ان سے محبت رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے رکھتا ہے۔ جو‘ ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے رکھتا ہے۔"

گویا سرور کائنات سرکار دو عالم حضور ﷺ نے معیار بتادیا کہ ان صحابہ کرامؓ سے محبت میری محبت کی علامت ہے اور ان سے بغض اور عداوت میری دشمنی اور عداوت کی علامت ہے۔ معلوم ہوا کہ محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب جن سے محبت کرتا ہو ان سے محبت کی جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور اکرم ﷺ کے پاکیزہ خو صحابہ کرامؓ کو بھی نہیں بخشا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی صحابہ کرامؓ سے بغض و عداوت بلاشبہ سرکار دو عالم حضور ﷺ کی ذات سے بغض و عداوت کے باعث ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کے بارہ میں قادیانی کفریات ملاحظہ ہوں:

﴿۱﴾ ...."بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۸۵ ج ۵‘ خزائن ص ۲۸۵ ج ۲۱)

.... ’’جیسا کہ ابوہریرہؓ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۱۸ خزائن ص ۱۲۷ ج ۱۹‘ از مرزا غلام احمد قادیانی)

.... ’’میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کیا وہ (مرزا قادیانی) حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا۔ وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۷۸ ج ۳)

.... ’’ابوبکر وعمر کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔‘‘ (ماہنامہ المہدی بابت جنوری‘ فروری ۱۹۱۵ء‘ ۲‘ ۳‘ ص ۵۷ احمدیہ انجمن لاہور)

.... ’’جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہئے کہ ابوہریرہؓ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۴۱۰ ج ۵‘ خزائن ص ۴۱۰ ج ۲۱‘ مرزا قادیانی)

.... ’’بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابوہریرہؓ)۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۳۴‘ خزائن ص ۳۶ ج ۲۲‘ از مرزا غلام احمد قادیانی)

.... ’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے۔ دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابوبکر ہوں اور دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟۔ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا: ’’یہ خواب اپنی اماں کو نہ سنانا۔‘‘ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔‘‘ (سیرت المہدی ص ۷۳ ج ۳‘ از مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی)

قارئین کرام! صحابہ کرامؓ کو حق تعالیٰ نے معیار حق قرار دیا۔ اس سے انحراف کرنے والا قرآنی تعلیمات کا منکر ہے۔ قادیانی کذاب کو دیکھئے کہ وہ صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کی کس طرح بھاڑ کر رہا ہے۔ کیا قادیانیوں سے تعلقات رکھ ہم غضب الٰہی کو دعوت تو نہیں دے رہے۔ یہ ہم سب کے لئے سوالیہ ہے؟

اخلاص کی حقیقت اور اخلاص کے بغیر اعمال

تحریر : مولانا محمد عبداللہ

انسان اخلاص کے بغیر جو نیک اعمال کرتا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی جاندار کی صورت ہے اور اس میں جان نہ ہو اور اخلاص یعنی عمل کو ریا اور نفسانی مزہ کے بغیر کرنے کی مثال روح اور جان کی سی ہے۔ اگر عمل کے اندر اخلاص کی صفت موجود ہے تو اس میں جان ہوگی اور وہ عمل کار آمد ہوگا اور اگر اخلاص نہ ہو تو وہ عمل محض مخلوق کے دکھانے یا اپنے مزہ کے لئے کرتا ہے تو وہ عمل مثل صورت بے جان ہوگا اور آخرت میں کچھ کام نہ آئے گا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ :
”تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو وہ نیت کرے گا۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو واقعی اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔“

رسول اکرم ﷺ نے جب مدینہ منورہ ہجرت کی تو ایک صاحب مدینہ منورہ آئے۔ انہوں نے ظاہر یہ کیا کہ وہ اس اجر و ثواب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان فقراء مہاجرین کے لئے تیار کر رکھا ہے جو اپنے گھر بار اور مال و دولت سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور فضل کے حاصل کرنے کے لئے نکالے گئے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ وہ صاحب ظاہر تو یہ کر رہے تھے لیکن ان کی اصل خواہش ام قیس نامی عورت سے شادی کی تھی جو ہجرت کر کے مدینہ

منورہ آگئی تھی۔ ان صاحب نے ان کو پیغام نکاح بھیجا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ :

"جب تک ہجرت نہ کرو گے میں تم سے شادی نہ کروں گی۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت اور راز اپنے نبی ﷺ پر کھول دیا اور ان کی دلی خواہش آپ ﷺ پر ظاہر فرمادی تو آپ ﷺ نے ان کی سرزنش کی خاطر یہ حدیث بیان فرمائی اور تمام امت پر یہ واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول کرتے ہیں جو صرف اللہ جل شانہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔

قرآن کریم میں بہت سی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بندہ اللہ جل شانہ کا قرب بغیر اخلاص کے حاصل نہیں کرسکتا اور اخلاص پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"بے شک ہم نے آپ کی طرف (اس) کتاب کو ٹھیک ٹھیک نازل کیا ہے سو آپ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کی عبادت کرتے رہیں۔ یاد رکھو عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں (کہ) ہم تو ان کی پرستش بس اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا جس بات میں یہ باہم اختلاف کر رہے ہیں۔"

اللہ رب العزت کے بندے جس وقت اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرتے ہیں اور ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول ہوتے ہیں اور طرح طرح کے اسرار اور معرفت الٰہی کے مزوں کی ان کے دلوں پر برسات ہوتی ہے۔ تو مزے میں آکر ان کی ہمت اور ان کا قصد اس میں لگ جاتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ بس سلوک سے مقصود یہی مزہ اور اسرار ہیں۔ حالانکہ مقصود اصلی یہ نہیں ہوتا لیکن توفیق الٰہی رہبر اور مرشد کامل کا سایہ سر پر ہوتا ہے۔ اس لئے حقیقت اور مقصود اصلی اس کو بزبان حال یہ کہتی ہے۔ یعنی دل میں القا ہوتا ہے کہ تیرا مطلوب آگے ہے۔ یہاں مت ٹھہر۔ آگے بڑھ۔ یہ حالات جو پیش آرہے ہیں یہ بھی تیری مخلوق ہیں۔ خالق نہیں اور تیرا مقصود اصلی خالق حق تعالیٰ شانہ ہے اور نیز اسی طرح سالک کو دنیا کی چیزوں کا حسن و جمال ظاہر و منکشف ہوکر اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اگر مقدر میں گمراہی لکھی ہے یا مرشد کامل نہیں ہے تو انہی دنیا کی چیزوں میں سے کسی شے میں پھنس جاتا ہے اور اسی کو ذریعہ مقصود سمجھ لیتا ہے۔ اگر توفیق الٰہی دستگیر ہوتی ہے تو اس دنیا فانی کی چیزوں کی حقیقت اس کو پیش نظر ہو جاتی ہے اور وہ چلا کر اس کو کہتی ہے کہ ہم کو خدائے تعالیٰ نے تیری آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم میں مشغول ہوکر اپنے مولیٰ تعالیٰ کی ناشکری نہ کر اور ہم

سے آگے بڑھ۔

طالب مولیٰ کا مقصود اصلی یہ ہے کہ ہر امر میں اس کی نظر اپنے مالک کی طرف ہو اور تمام عبادت اور ذکر و شغل کا حاصل یہی ہے کہ غیر اللہ سے نظر ہٹ جائے اور دل حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے تو اگر کوئی دنیادار دنیا کو چھوڑ کر عبادت اور ذکر شغل میں لگے۔ اور مقصود اس کا یہ ہو کہ لوگ مجھ کو عابد و زاہد بزرگ جاننے لگیں تو وہ ایک مخلوق کو چھوڑ کر دوسری مخلوق کی طرف مشغول ہو گیا یعنی مال و دولت کو چھوڑا اور نام آوری اور مخلوق کی نظروں میں شہور کی طرف لگ گیا اور ظاہر ہے کہ اس شہرت و نام آوری کا حاصل صرف یہ ہے کہ مخلوق کا گمان اس کی طرف نیک ہو جائے تو جس کی طرف وہ مشغول ہوا ہے یہ بھی ایک مخلوق ہے اور اگر ثواب اور مراتب عالیہ اور ذوق و مزہ کا............ حاصل ہونا مقصود ہے تو گو یہ جائز ہے لیکن جو مولیٰ کا طالب ہے اس کی شان کے خلاف ہے اور بھی ایک مخلوق یعنی دنیا کو چھوڑ کر دوسری مخلوق یعنی وہ مراتب عالیہ کی طرف چل رہا ہے۔ اس کی سیر بھی خالق کی طرف نہیں ہے جہاں سے چلا تھا وہاں ہی جا رہا ہے۔ اس لئے کہ دنیا اور یہ مراتب عالیہ اور نام آوری سب کے سب غیر خدا ہونے میں برابر ہیں اور ایسا آدمی بعض کی مثل ہے کہ وہ زمین کے ایک گول دائرے میں پھرتا ہے اور جہاں سے چلتا ہے اسی جگہ پھر لوٹ آتا ہے کوئی مسافت قطع نہیں کرتا۔ ایسے ہی یہ سالک ہے کہ ایک مخلوق کو چھوڑتا ہے دوسری مخلوق میں مشغول ہوتا ہے غرض مخلوق ہی کے دائرہ میں رہا خالق کے راستہ کو بالشت برابر بھی قطع نہیں کیا۔ پس سالک کو چاہیئے کہ تمام مخلوق کو چھوڑے خواہ وہ دنیا ہو یا دولت ہو یا کوئی مرتبہ ہو سب سے کوچ کر کے اپنے مولیٰ تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بلاشک انتہا تیرے پروردگار تک ہے۔ پس اس آیت کے مضمون پر عمل کرنا اور اپنا منتہی اپنے مالک حقیقی کو جانے اور اسی حال میں رنگین ہو جائے۔

کوئی بھی کام اگر اخلاص و للّٰہیت کے بغیر کیا جائے گا تو وہ ایسے عظیم نقصان و خسارہ کا ذریعہ ہو گا جس کی کوئی نظیر نہیں ملے گی۔ بلا فائدہ کی مشقت اور بلا اجر و ثواب کا کام شمار ہو گا۔ اور ایسا کرنے والا اپنے آپ کو خود ہی دوزخ کی آگ میں ڈال دیتا ہے جب کہ اس کے بعد والے نیک صالح اہل و عیال اپنے اچھے اعمال و اخلاص کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ خود اور اس کا ریاکاری والا کام جہنم میں ہو گا۔ واقعی یہ بہت بڑی ناکامی اور خسارہ ہے۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص نے ترک وطن خالص اللہ و رسول کے واسطے کیا اور کوئی

دوسری شے اس کا مقصود نہیں ہے تو اس کی یہ ہجرت و عمل معتبر ہے اور جس نے دنیا کا مال یا کسی عورت کے لئے ہجرت اختیار کی تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جو اس کا مقصود ہے۔ آخرت میں کوئی حصہ اس کو نہ ملے گا۔ ایسے ہی سالک کا مقصود اگر ذکر و شغل نماز و روزہ ہے دل کی حلاوت اور مزہ یا نام آوری یا شہرت ہے تو بس یہی اس کا منتہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرب اس کو نصیب نہ ہوگا اگر سارے مزوں اور ثواب وغیرہ سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا اس کا پیش نظر ہے تو اس کو اس کا یہ مقصود حاصل ہوگا۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے اگر کوئی شخص کسی ایسی ٹھوس چٹان میں بھی عمل کرے گا جس میں نہ کوئی دروازہ ہو نہ کھڑکی تب بھی اس کا عمل ظاہر ہو کر رہے گا چاہے وہ کیسا ہی عمل کیوں نہ ہو اور نبی کریم ﷺ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو نہایت بے جگری سے لڑتا ہو اور اس شخص کے بارے میں جو حمیت و غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے اور اس کے بارے میں بھی جو ریاکاری کے لئے لڑتا ہو ان میں سے اللہ کے لئے جنگ کرنے والا کون شمار ہوگا؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اس لئے جنگ کرے تاکہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو وہی اللہ کے لئے لڑنے والا شمار ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کا ایک اور ارشاد مبارک ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے جن لوگوں کا فیصلہ ہوگا ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جسے شہید کر دیا گیا ہوگا۔ اس کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے نعمتیں شمار کرائیں گے وہ سب کا اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تو نے ان کا کیا شکر ادا کیا؟ وہ کہے گا میں نے آپ کے لئے جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے جھوٹ کہا بات یہ نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ تو نے تو اس لئے جنگ کی تھی کہ یہ کہا جائے کہ تو بڑا بہادر ہے اور دنیا میں تجھے یہ کہا گیا۔ پھر فرشتوں کو یہ حکم دیا جائے گا اور وہ اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دیں گے۔

اور ایک شخص وہ ہوگا جس نے علم پڑھا پڑھایا ہوگا اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی ہوگی۔ اسے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں شمار کرائیں گے۔ وہ ان سب کا اعتراف کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائیں گے کہ تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا اور آپ کی رضا کے لئے قرآن کریم پڑھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے تو نے جھوٹ کہا۔ تو نے علم اس لئے حاصل کیا تھا تاکہ یہ کہا جائے کہ تو عالم ہے اور تو نے قرآن کریم اس لئے پڑھا تھا کہ تاکہ یہ کہا جائے کہ تو قاری ہے اور تجھے یہ کہا جا چکا اور پھر حکم دیں گے اور اسے بھی منہ کے بل جہنم میں ڈال دیا

جائے گا۔

اور ایک وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت کی خوب فراوانی عطا کی ہوگی اور ہر قسم کا مال دیا ہوگا۔ اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ تعالیٰ اپنے انعامات واحسانات شمار کرائیں گے وہ ان سب کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے کوئی ایسا خیر کا مصرف نہیں چھوڑا جہاں خرچ کرنا آپ کو پسند ہو مگر یہ کہ میں نے آپ کی رضا کے لئے وہاں مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے تو نے جھوٹ کہا تو نے یہ اس لئے کیا تھا کہ یہ کہا جائے کہ وہ شخص بہت سخی ہے اور تجھے دنیا میں یہ کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا اور اسے بھی جہنم کی آگ میں منہ کے بل اوندھا گرادیا جائے گا۔

اس لئے اے وہ شخص جو آخرت کے بدلے دنیا کا طلب گار ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے اپنے اوپر رحم کھائے اور اپنا خیال رکھے اور اے وہ شخص جو لوگوں کی تعریف کا حریص ہے اور یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی اس بات پر بھی تعریف کریں جس کا وہ مستحق نہیں ہے تجھے چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر غور کر۔

ہر کام میں نیت اور اخلاص کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ انسانوں کو اس سے جو عظیم فائدہ حاصل ہوا ہے وہ اس کی حسن نیت اور عظیم اخلاص پر دلالت کرتا ہے اور شیطان کے فتنہ سے اللہ کے نیک و مخلص بندے ہی محفوظ رہتے ہیں اور جس روز نہ مال ودولت کام آئے گا نہ آل واولاد فائدہ پہنچائے گی۔ اس روز وہی شخص کامیاب ہوگا جو اللہ کے دربار میں قلب سلیم لے کر حاضر ہو۔

اگر آپ کوئی اچھا کام کریں اور لوگ اس پر آپ کی تعریف کردیں اور آپ کی حیات یا موت کے بعد آپ کے کارناموں کو سراہیں اور آپ کو اس سے خوشی حاصل ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ یہ تعریف وتوصیف بلا قصد وتمنا کے ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا ہی میں یہ نعمت عطا کردیں اور آپ کے بعد آنے والوں کو آپ کی سچی زبان سے مدح سرائی پر مجبور کردیں۔

ہم سب اللہ رب العزت سے بدست دعا ہیں کہ وہ ہمیں حق کی معرفت اور اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ بغیر اخلاص کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ آمین ثم آمین!!!

☆......☆......☆

فاتحہ خوانی اور قادیانی جماعت

تحریر: پروفیسر منور احمد ملک

قادیانی جماعت میں مختلف قسم کی مذہبی رسومات کو "بدعات" کا نام دے کر اس سے پرہیز کی ترغیب دی جاتی ہے اور تحریر و تقریر سے اس کے خلاف نفرت پیدا کرا کے اس سے بچنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ ان مذہبی رسومات میں فاتحہ خوانی بھی شامل ہے۔

قادیانی جماعت فاتحہ خوانی سے منع کرتی ہے۔ اسے بدعت کا نام دیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بارے میں کہا تھا کہ اس سے بدعتوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ یعنی اس سے منع کیا تھا۔

میں نے اپنے بچپن سے یعنی 1960ء کی دہائی میں محمود آباد جہلم میں ہر فوتگی پر باقاعدہ افسوس والی جگہ مخصوص کرنے (پھڑی ڈالنے) اور فاتحہ خوانی کرتے دیکھا ہے اور یہ سلسلہ 1990ء تک چلتا رہا ہے۔ قادیانی جماعت کی تمام کوششوں کے باوجود فاتحہ خوانی چلتی رہی ہے۔ البتہ 1980ء سے 1990ء تک خاصی کمی ہو گئی تھی۔ قادیانی کسی قادیانی کے مرنے پر ایک مخصوص جگہ پر اکٹھے تو ہوتے تھے مگر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔

یہ ایک عجیب سی کیفیت ہوتی ہے کہ ایک قادیانی کا عزیز مرا ہے لوگ اس کے پاس افسوس کرنے آ رہے ہیں وہ آ کر اسی قادیانی کے عزیز کے لئے فاتحہ خوانی کرنا چاہتے ہیں مگر قادیانی اپنے عزیز کے لئے کی جانے والی دعاؤں میں شامل نہیں ہو رہا۔ ایسے میں عجیب سی الجھن محسوس ہوتی ہے۔ مگر کیا کرتے قادیانی جماعت کی طرف سے منع جو کیا گیا تھا۔ جب کسی دفتر یا ادارے میں وہاں کا اسٹاف کسی ممبر کے عزیز کے مرنے پر مشترکہ طور پر فاتحہ خوانی کرتے تو ان میں موجود قادیانی اپنے ہاتھ نیچے رکھتے اور یوں سب کی نظر میں آتے اور پھر بہت سی تلخیاں پیدا ہوتیں۔ کیونکہ جس کے عزیز کے لئے ایصال ثواب کی خاطر فاتحہ پڑھی گئی اس نے نوٹ کیا کہ

فلاں قادیانی دعا میں شامل نہیں ہوا۔ تو وہ اس کو کیسے بخشے گا۔ ایک رنجش کی بنیاد پڑ گئی۔ یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ بلکہ پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ۔

مقصود تحریر قادیانی اس عادت یا سوچ کو ظاہر کرنا نہیں بلکہ ایک دلچسپ صورت کی طرف توجہ دلانا ہے۔ یہ 1989ء کی بات ہے کہ ضلع جہلم میں قادیانی جماعت کے امیر کی والدہ مر گئی۔ حسب معمول پھڑی ڈال دی گئی۔ حالانکہ قادیانی جماعت اس سے منع کرتی آئی ہے۔ وہاں پر افسوس کے لئے آنے والے جب فاتحہ کے لئے کہہ کے ہاتھ اٹھاتے تو قادیانی جماعت کے امیر خود بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر فاتحہ پڑھنا شروع ہو جاتے۔ جب کئی بار ایسا ہوا تو قادیانی نوجوانوں نے شدت سے اس بات کو محسوس کیا کہ ہمیں تو کہا جاتا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے اور خود امیر جماعت اس طرح کر رہا ہے۔ یہ بات قادیانی جماعت میں گردش کرنے لگی۔ 1990ء میں محمود آباد جہلم کا دو افراد پر مشتمل ایک وفد اس وقت کے مقامی امیر (پاکستان میں مرزا طاہر قادیانی کے جانشین) مرزا منصور احمد قادیانی ناظر اعلیٰ صدر انجمن قادیانی جماعت پاکستان سے ملا اور باتوں کے علاوہ جب یہ شکایت کی کہ جماعت تو فاتحہ خوانی پڑھنے سے منع کرتی ہے اور ضلع جہلم میں قادیانی جماعت کے امیر اپنی والدہ کے مرنے پر خود ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے رہے ہیں۔ تو ناظر اعلیٰ نے کہا: ...... ”تو کیا ہوا۔ فاتحہ ہی تو پڑھی ہے۔ فاتحہ کیا ہے؟۔ ایک دعا ہی تو ہے اور دعا سے کون روک سکتا ہے۔ آپ کسی کے پاس جائیں تو وہاں پڑھ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر ضلع جہلم کی جماعت کے امیر نے پڑھ لی ہے تو ٹھیک ہی کیا ہے۔“

اب یہ جو دو افراد (ملک بشیر احمد ملک حفیظ احمد جو کہ میرے بڑے بھائی ہیں) کے لئے خاصا حیران کن اور پریشان کن تھا۔ اس گرما گرم بحث میں دفتر کے افراد بھی وہاں آگئے۔ وہ بھی ناظر اعلیٰ کے اس جواب سے خاصے حیران ہوئے۔ باہر نکلتے ہوئے ان ممبران نے کہا کہ آپ حضور مرزا طاہر قادیانی کو ان کی شکایت کردیں کہ یہ فاتحہ خوانی کے متعلق ایسا کہہ رہے ہیں؟۔ جلسہ سالانہ لندن کے موقع پر میرے بھائی ملک حفیظ احمد گئے اور انہوں نے ساری بات من و عن لکھ کر مرزا طاہر قادیانی تک پہنچادی۔ اس پر وہاں کیا کارروائی ہوسکتی تھی؟۔ ناظر اعلیٰ مرزا طاہر قادیانی کے بھائی تھے۔ بھلا ان کے خلاف کارروائی ہوسکتی تھی؟۔ کارروائی تو ان افراد کے خلاف ہوسکتی تھی جن کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے وہاں جاکر بات کیوں کی؟۔ اگر وہ بات نہ کرتے تو ناظر اعلیٰ یہ باتیں نہ کرتے۔ قصور تو بات پوچھنے والے کا ہوا نا۔

اب قادیانیوں کے لئے دو آسان راستے سامنے آگئے ہیں۔ اگر کسی مجلس میں فاتحہ پڑھنی پڑ جائے تو

حکم ہے کہ پڑھ لیا کرو اور دل کو تسلی دے دو کہ ناظر اعلیٰ نے کہا ہے کہ جائز ہے اور قادیانیوں میں بیٹھ کر نہ پڑھنی پڑے تو کہہ دو مرزا غلام احمد قادیانی نے منع کیا تھا۔ قادیانی بھی حیران ہوں گے کہ ناظر اعلیٰ نے ایسا کیوں کہا تھا کہ جائز ہے؟۔

ان کو تو علم نہیں۔ میں یہ گتھی بھی سلجھائے دیتا ہوں۔ اصل میں ضلع جہلم کی قادیانی جماعت کے امیر مرزا منصور احمد قادیانی کے بھائی مرزا منیر احمد قادیانی کی فیکٹری پاکستان چپ بورڈ فیکٹری جہلم کے قانونی مشیر تھے۔ آخر تعلقات اور مروت بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے اور روز روز ضرورت اور ''پردہ داریاں'' بھی تو ہو سکتی ہیں۔ کئی ''رازوں کے محافظ'' کو اتنی سی بھی رعایت نہ دیں تو یہ سراسر بے وقوفی ہوگی۔

تو جناب اعلیٰ! یہ تھی جناب ناظر اعلیٰ کی مجبوری۔ جس کی وجہ سے انہوں نے قادیانی جماعت کے لئے ایک فلسفہ کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

قادیانی جماعت کا سہ نکاتی منشور

سید عبدالمجید شاہ بٹالوی مرحوم ڈاکخانہ کی ملازمت کے ضمن میں قادیان رہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خسر مرزا محمود کا نانا اور مرزا طاہر کا پڑنانا نواب میر ناصر تھا۔ سید عبدالمجید شاہ لکھتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے مجھے ایک شعر سنایا۔ اس سے قبل یا اس کے بعد کبھی کسی سے نہیں سنا۔ وہ یہ تھا:

خوک باش وخرس باش یا سگ مردار باش

ہرچہ خواہی باش لیکن اند کے زردار باش

ترجمہ:...... سور (خنزیر) بن ریچھ بن یا مردار کتابن۔ جو کچھ دل چاہے بن لیکن تھوڑا سا زردار یعنی مالدار ضرور بن۔ (میں اور قادیان ص ۱۱ مصنفہ سید عبدالمجید شاہ)

قارئین! جو قادیانی جماعت کی اندرونی حالت سے باخبر ہیں گواہی دیں گے کہ یہ شعر دراصل قادیانی جماعت کا منشور ہے۔ ہر قادیانی مال کمانے کے چکر میں ہے۔ چاہے حرام طریقہ پر ہی کیوں نہ کمائے۔ خود قادیانی جماعت کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی کنجری کی کمائی کے مال کا سود حاصل کرنے کا شوقین تھا۔ باقی قادیانی جماعت کو اس پر قیاس کر لیا جائے۔ خود قادیانی جماعت کا تمام سرمایہ بینکوں میں سود پر رکھا ہوا ہے۔ قادیانی جماعت ایک لمیٹڈ فرم اور مندرجہ بالا شعر ان کے ''نانا جان'' کا مرتب کردہ منشور 'سور بن' 'ریچھ بن' 'مردار کتا بن لیکن مال کما۔

حاصل مطالعہ

بکھرے موتی

تحریر: مولانا اللہ وسایا!

تذکرہ سیدنا نوح علیہ السلام

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ قرآن مجید میں تینتالیس جگہ آیا ہے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین

خالق کائنات کی قدرت کاملہ کے مظاہر کو دیکھو۔ بنجر زمین سے گلاب اگادیا۔ جیسے آذر سے سید: ابراھیم علیہ السلام اور گلاب کے مہکتے ہوئے پھول کے ساتھ خار پیدا کردیا۔ جیسے نوح علیہ السلام سے کنعان

فتبارك الله احسن الخالقين ۰

تذکرہ سیدنا ادریس علیہ السلام

سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام کا مقدس تذکرہ قرآن مجید میں دو مقامات پر آیا ہے۔ سورۃ مریم و سورۃ انبیاء میں۔

قلم ورمل کا استعمال

صحیح ابن حبان کی روایت کے مطابق سب سے پہلے قلم کا استعمال سیدنا ادریس علیہ السلام نے فرمایا۔ اسی طرح کسی نے آنحضرت ﷺ سے رمل (علم نجوم) کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نبی کو اس کا علم دیا گیا تھا۔ اب جس رمال (نجومی) کے زاویے وزائچے اس علم سے مل جاتے ہیں وہ صحیح ہو جاتا ہے۔ ورنہ غلط۔ حضرت علامہ ابن کثیرؒ ان روایات کے نقل کرنے کے بعد اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں کہ رمل کا علم بھی سیدنا ادریس علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور سب سے پہلے انہوں نے اس علم کا استعمال کیا۔ (قصص القرآن ج۱ ص۹۰)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے

تحریر: حافظ امیمہ صدیقہ معلمہ جامعہ خیر المدارس

⟐............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!"ہم ہدایت سے محروم ہو جاتے۔"

بدلیل قولہ تعالیٰ!" انك لتهدی الیٰ صراط مستقیم ."

ترجمہ :............"بے شک آپ لوگوں کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔"

⟐............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............! "ہم رحمت سے محروم ہو جاتے۔"

بدلیل قول اللہ جل شانہ :" وماارسلنك الا رحمة اللعالمین ."

ترجمہ :............"اور ہم نے آپ کو رحمت اللعالمین ہی بنا کر بھیجا۔"

⟐............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!"ھم امت وسط اور امت دعوت کا مصداق نہ بن سکتے۔"

بدلیل قول اللہ تعالیٰ :" كذلك جعلنك امة وسطا التكوانو شهداء علی الناس ."

ترجمہ :............"ایسے ہی ہم نے آپ کو امت وسط بنایا تاکہ آپ لوگوں پر گواہ ہوں۔"

⟐............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!"ہم معلم اعظم سے محروم ہو جاتے۔"

بدلیل قولہ تعالیٰ: ” لقد من اللّٰہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ “

ترجمہ :............”اللہ تعالیٰ نے مومنین پر ان ہی میں سے رسول بھیج کر احسان فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔“

............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!” ہم مکارم اخلاق کو نہ پاسکتے۔“

بدلیل قول اللہ عزوجل: ” انک لعلیٰ خلق عظیم۔ “

ترجمہ :............” بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں۔“

” انما بعثت لاتمہ مکارم الاخلاق۔ “

ترجمہ :............”میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔“

............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!”ہم میدان محشر میں حوض کوثر سے سیراب نہ ہوسکتے۔“

بدلیل قول اللہ تعالیٰ: ” اناا عطینک الکوثر۔ “

ترجمہ :............” بے شک ہم نے آپ کو حوض کوثر عطا فرمایا۔“

............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!”ہم کوئی اسوہ حسنہ نہ پاسکتے۔“

بدلیل قول اللہ عزوجل: ” لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ۔ “

ترجمہ :............” تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ کی حیات طیبہ میں اسوہ حسنہ ہے۔“

............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!”ہم کلام اللہ (قرآن مجید) سننے اور پڑھنے سے محروم ہو جاتے۔“

بدلیل قول اللہ تعالیٰ: ”انا انزلنا الیک الذکر۔“

ترجمہ: ....”بے شک ہم نے آپ پر ذکر یعنی قرآن مجید نازل کیا۔“

◈............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!”ہم روز قیامت شفاعت سے محروم ہو جاتے۔“

بدلیل قول اللہ تعالیٰ: ”من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ۔“

ترجمہ: ....”اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا اور یہ اذن شفاعت صرف محمد عربی ﷺ کو ہوگی اور وہ اپنی امت کے حق میں شفاعت فرمائیں گے۔“

◈............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!”اللہ جل شانہ ہم سے خطاب نہ فرماتے۔“

بدلیل قول اللہ تعالیٰ: ”یاایھا الذین آمنو۔“

ترجمہ: ....”اے ایمان والو!“

◈............اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو............!اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے............!تو یہ......یہ......جبال نہ ہوتے............یہ ارض وسما نہ ہوتے............یہ کائنات بھی نہ ہوتی............ہم بھی نہ ہوتے............کچھ بھی نہ ہوتا............ہاں! کچھ بھی نہ ہوتا۔

چار عظیم فائدے

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جو شخص روزانہ سو مرتبہ: ”لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین۔“پڑھے تو اسے چار عظیم فائدے حاصل ہوں گے:

نمبر1: ...... فقر و فاقہ اور معاشی تنگی کا دور ہونا۔ نمبر2: ...... قبر کی وحشت دور ہو کر راحت کا حاصل ہونا۔ نمبر3: ...... غنا ظاہری و باطنی نصیب ہونا۔ نمبر4: ...... جنت کے ہر دروازے پر دستک دینے اور جنت میں داخل ہونے کی سعادت کا ملنا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانیاں

تحریر: مولانا محمد قاسم رحمانی

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تضاد بیانی

قول اول: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۴۹۸' ۴۹۹ پر لکھتا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق' اقطار میں پھیل جائے گا پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۶۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ پر لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے اور اپنی کتاب حقیقت الوحی صفحہ ۱۲۹ میں خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔

تردید: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ازالہ کلاں صفحہ ۳۱۱ جلد ۲ میں لکھتا ہے کہ ابن مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ ۱۵ پر لکھتا ہے کہ تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔

قول اول: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۵۱ پر لکھتا ہے کہ اللہ کی قسم میں بہت عرصہ پہلے جانتا تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم بنایا گیا ہے اور میں ان کی جگہ نازل ہوا ہوں لیکن میں تاویل کر کے چھپاتا رہا۔

تردید: ازالہ صفحہ ۸۱' ۸۲ پر لکھتا ہے کہ میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ازالہ

خورد صفحہ ۱۹۰ پر لکھتا ہے کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگو مسیح موعود خیال کر بیٹھے۔

وحی رسالت میں تضاد بیانی

قول اول : میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء از حقیقت النبوت صفحہ ۸۹ اور اپنی کتاب ازالہ صفحہ ۲۲۱ پر لکھتا ہے کہ وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔

تردید : مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقت الوحی صفحہ ۱۵۰ پر لکھتا ہے کہ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا اور اپنی کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۷ پر لکھتا ہے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔

قول اول : مرزا غلام احمد قادیانی اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں مطلقاً لکھتا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔

تردید : مرزا غلام احمد قادیانی البدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں لکھتا ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں اور حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹ پر لکھتا ہے کہ یعنی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔ (باقی آئندہ)

اعلان

ماہنامہ لولاک کے ان خریدار حضرات سے التماس ہے کہ جن کی زر سالانہ خریداری کی مدت ختم ہو چکی ہے اور ان حضرات کو بذریعہ لیٹر آگاہ کیا جا چکا ہے۔ ان حضرات سے التماس ہے کہ براہ کرم اس دینی پرچہ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے سالانہ زر خریداری بذریعہ منی آرڈر بنام لولاک ملتان بھیج کر شکریہ کا موقع دیں۔ ادارہ

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

جرمنی میں تین قادیانی خاندانوں کا قبول اسلام

جرمنی (مولانا محمد احمد آفن باخ) گزشتہ ماہ محمد مالک کے گھر واقع فیشن (کولن شہر) میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی کا قادیانیوں کے مشہور مربی ڈاکٹر جلال شمس شاہد سے مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ میں مربی قادیانی جماعت کے علاوہ ان کی طرف سے امیر جماعت کولن ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی، منیر احمد طور قادیانی، حبیب احمد قادیانی اور اعجاز احمد قادیانی تھے۔ جبکہ مسلمانوں کی طرف سے مولانا منظور احمد کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے امیر مولانا قاری مشتاق الرحمٰن، مشتاق احمد بٹ، افضال محمود رانجھا، خاور اور گیلانی صاحب تھے۔ اس مناظرہ میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی۔ اس میں محمد مالک اپنی فیملی سمیت قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اس مناظرے کے پورے جرمنی پر کافی اثرات مرتب ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں مولانا مشتاق الرحمٰن کے ہاتھ پر افتخار احمد اپنی اہلیہ اور چار بچوں سمیت قادیانیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ بعد ازاں وہاں کولن جامع مسجد نور میں مسلمانوں نے اس خوشی کی رونق کو دوبالا کرنے کے لئے ایک شاندار تقریب منعقد کی۔ جس میں علماء اسلام کے علاوہ کافی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ نماز ظہر سے نماز عصر تک یہ پروگرام جاری رہا جس میں مولانا قاری مشتاق الرحمٰن کے علاوہ مولانا محمد احمد، حاجی عبدالحمید امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بیلجیم، مشتاق احمد بٹ اور افتخار احمد نے خطاب کیا۔ افتخار احمد نے کہا کہ میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں پا کر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے محمد مالک نے اسلام اختیار کیا تھا آج اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی ہے۔ میں اور میری جرمن بیوی اور میرے بچے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہونے پر خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں۔ آخر میں شرکاء مجلس مولانا قاری مشتاق الرحمٰن، راقم الحروف محمد احمد، مولانا عبدالحمید،

مولانا نثار' مشتاق احمد بٹ' ارشد بٹ' تیمور صاحب' عبدالستار حصلی' سیف اللہ' حاجی ارشد' ملک بشیر اعوان' کیانی صاحب' صاحبزادہ رحمت علی اور دیگر احباب نے محمد مالک اور افتخار احمد کو مبارکباد دی۔ مولانا قاری مشتاق الرحمن نے دونوں کے لئے ایمان پر استقامت کی دعا کی۔ بعد ازاں اس مشن کو بڑھانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 20 رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ یاد رہے کہ افتخار احمد پیدائشی قادیانی تھے۔ وہ عرصہ 21 سال سے جرمن میں مقیم ہیں۔ وہ مختلف اوقات میں قادیانی جماعت کی طرف سے زعیم انصار اللہ زونل (جس میں چار شہر آتے ہیں) سیکرٹری جائیداد ریجن کولون' جنرل سیکرٹری حلقہ اونی سینٹر کولون اور دیگر بڑے عہدوں پر کام کرتے رہے ہیں جبکہ ان کی بیوی جو کہ جرمن نژاد ہے وہ عرصہ دراز سے بطور انچارج جرمن ڈیسک ریجن نارورائین انچارج ہومیو پیتھک ڈسپنسری کولون کے فرائض سرانجام دیتی رہی ہے۔ اس مناظرہ کے اثرات دور دور تک پہنچ چکے ہیں اور اس کے ثمرات مسلمانوں کو بحمدہ تعالیٰ ملنا شروع ہوگئے ہیں۔ چنانچہ اس پر مسرت واقعہ کے بعد جرمنی کے مسلمانوں کو ایک اور خوشخبری ملی وہ یہ کہ کولون سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دور بورکن شہر میں محمد اکرم ولد نصر اللہ خان جو پیدائشی قادیانی تھے وہ بھی قادیانیت چھوڑ کر مسلمان ہوگئے۔ انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کے موقع پر ایک حلفیہ بیان دیا جس میں انہوں نے کہا کہ میں مسمی محمد اکرم ولد نصر اللہ خان ساکن شادی وال گجرات حال مقیم بورکن جرمنی مندرجہ ذیل گواہان کے سامنے حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں قادیانی جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ میری اس قادیانی مذہب کے بارے میں اکثر جناب طارق صدیق صاحب سے زیر نگرانی حاجی بشیر اعوان صاحب گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ان حضرات نے قادیانی مذہب کی انہی کتابوں جن کا لکھنے والا مرزا غلام احمد قادیانی خود ہے کے حوالہ جات دیئے۔ میں نے ان کو پڑھا سنا اور بڑے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مذہب جھوٹا ہے۔ میں اس جھوٹے مذہب کو خیرباد کہتا ہوں اور اللہ رب العزت کے سچے نبی سرور کائنات خاتم الانبیاء حضور ﷺ کے سچے دین میں داخل ہوگیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء تصور کرتا ہوں اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی جھوٹی نبوت کے دعویدار پر ایمان نہیں رکھتا۔ مستقبل میں میرا قادیانی جماعت سے کسی بھی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ماضی میں قادیانی مذہب میں رہنے کی توبہ کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت مجھے دین اسلام پر استقامت عطا فرمائیں اور قادیانی مذہب میں شامل ہر انسان کو اس جھوٹے مذہب میں سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد اکرم ولد نصر اللہ خاں بورکن

جرمنی گواہان طارق صدیق‘ حاجی بشیر اعوان‘ عمر فاروق‘ غضنفر علی‘ عارف حسین‘ بشیر احمد۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں کی ہمت مزید بڑھ گئی ہے۔ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے تحت ختم نبوت کمیٹی ہر پندرہ دن کے بعد اپنا اجلاس منعقد کرتی ہے۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ مولانا قاری مشتاق الرحمٰن خطیب جامع مسجد توحید آفن باغ تشریف لے جاتے ہیں۔

چناب نگر کے نواح میں قادیانی خاندان کا قبول اسلام

چناب نگر کے نواحی گاؤں چھنی قریشیاں میں 8 افراد نے قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے والے ان خوش نصیبوں میں اطہر حسین ولد اکبر حسین قریشی‘ محمد یوسف ولد اکبر حسین قریشی‘ امتیاز حسین ولد اکبر حسین قریشی‘ محمد آصف ولد اکبر حسین قریشی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ چار خواتین نے بھی اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ‘ مولانا محمد یعقوب‘ غلام یاسین‘ ناصر حسین قریشی اور مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے اساتذہ کرام بھی موجود تھے۔ بعد ازاں مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے گاؤں کی جامع مسجد تقویٰ میں خطاب کیا۔ جس میں پورے علاقہ کے مسلمانوں نے شرکت کی اور خوشی کا اظہار کیا۔ آخر میں مولانا خان عابد حسین نے ایمان پر استقامت کی دعا کرائی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا فقیر اللہ اختر کے تبلیغی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف ملک گیر مہم کا آغاز کر دیا ہے اور امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی خصوصی ہدایت پر مبلغین نے ملک بھر کے ہنگامی دورے شروع کر دیئے ہیں۔ اس ضمن میں مرکزی مبلغ ورہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا فقیر اللہ اختر نے سیالکوٹ‘ پسرور‘ گوجرانوالہ‘ ڈسکہ‘ شکر گڑھ‘ ظفروال‘ نارنگ منڈی‘ بدوملہی‘ ڈیریانوالی‘ تلونڈی بھنڈراں‘ سنکھترہ‘ چونڈہ‘ پنڈی بھاگو‘ پھلور‘ چھچھر والی‘ معراجکے‘ قلعہ سوبھا سنگھ‘ رتہ باجوہ اور گجرات کے علاقوں میں مرزائیوں کی سرگرمیوں کے سدباب کے لئے ختم نبوت کے حوالے سے تربیتی نشستوں سے خطاب کیا۔ دورے کے اختتام پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ہم پورے ملک میں قادیانیوں کا تعاقب کرتے

رہیں گے اور ختم نبوت کے دشمنوں کو کہیں بھی چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اور عیسائی ریاستوں کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ مولانا نے کہا کہ گوہر شاہی کے چیلے بھی پر پرزے نکال رہے ہیں اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت پورے ملک میں 295 اے بی اور سی دفعات کے خاتمہ کے لئے اشتہار بازی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قصر ختم نبوت پر حملہ کرنے والوں کے لئے ہم نے کارکنان ختم نبوت کو فعال بنادیا ہے۔ جو رسول اللہ کے دشمنوں کی شر انگیز سرگرمیوں کا سدباب کریں گے۔

پاکستان میں گستاخ رسول ﷺ کے لئے کوئی جگہ نہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے رہنماؤں حاجی عبدالحمید رحمانی، محمد متین خالد، محمد اکرم نازنے حبیب وقاص شوگر ملز ننکانہ صاحب میں گستاخ رسول ﷺ ریاض احمد گوہر شاہی کے ایک چیلے کی طرف سے گوہر شاہی کے نظریات کی تبلیغ کرنے اور ملز میں پمفلٹ تقسیم کرنے کی پرزور الفاظ میں مذمت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ بدنام زمانہ گوہر شاہی امریکہ میں بیٹھ کر پاکستان اور اسلام کے خلاف زہر اگل کر حالات کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس میں گستاخ رسول ﷺ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ انہوں نے مقامی انتظامیہ اور مقامی شوگر ملز کی انتظامیہ سے اپیل کی کہ اس گوہر شاہی کے چیلے کو لگام دی جائے۔ ورنہ مجاہدین راست اقدام اٹھانے پر مجبور ہوں گے۔

کوئٹہ میں نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے خلاف احتجاج

صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں جمعہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے انگریزی روزنامہ میں نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ مراسلے کی اشاعت کے خلاف احتجاج کیا گیا اور بیشتر مساجد میں اس روح فرسا واقعہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے ذمہ دار افراد کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ جامع مسجد مرکزی میں نماز جمعہ کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا انوار الحق حقانی نے کہا کہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت وقتاً فوقتاً اسلام دشمن افراد کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرایا جاتا ہے اور جب مسلمان اپنے عقیدے کے مطابق غیرت ایمانی کے تحت رد عمل کا اظہار کرتے ہیں تو اسے اقلیتوں کے خلاف تنگ نظری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن کسی اقلیت یا نام نہاد مسلمان کو کیا

ضرورت ہے کہ وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرے۔ اس لئے حکومت اس بات کا سراغ لگائے کہ ایسے واقعات کے پس پردہ کیا محرکات ہیں۔ اس سازش کو بے نقاب کیا جائے اور ملزموں کو قرار واقعی سزا دی جائے ورنہ مسلمان ناموس رسالت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ جامع مسجد قندھاری میں نماز جمعتہ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے۔ مولانا عبدالواحد نے کہا کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں قرآن محفوظ ہے۔ نہ ہی نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس محفوظ ہے۔ ملک میں اسلام یتیم ہے۔ انہوں نے کہا کہ اخبارات اور جرائد میں اسلام اور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس کے خلاف مضامین شائع ہورہے ہیں۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہورہے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ذمہ دار افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

جامع مسجد سنہری میں مولانا عبداللہ منیر' جامع مسجد دارالعلوم پشتون آباد میں مولانا نور محمد' جامع مسجد گول سٹیلائٹ ٹاؤن میں مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' جامع مسجد عمر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالعزیز جتوئی' جامع مسجد الحبیب میں حافظ حسین احمد' جامع مسجد ہائی سکول میں مولانا عبدالقادر' جامع مسجد المرسلین ڈیری فارم میں مولانا قاری یار محمد' جامع مسجد ابوبکر میں مولانا نور محمد' جامع مسجد نوریہ میں مولانا حبیب احمد نقشبندی' جامع مسجد اہل حدیث میں مولانا فضل ربی نے خطاب کیا۔

علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی ارتداد میں آتی ہے۔ ایسے شقی القلب افراد کی سزا موت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام میں قرآن' نبی کریم ﷺ' صحابہ کرامؓ اہل بیت اطہارؓ امہات المومنینؓ اور شعائر اسلام کی توہین کرنے والے افراد امریکہ اور یورپ میں ہیرو تصور ہوتے ہیں۔

شاتم رسول سلمان رشدی' بنگلہ دیش کی تسلیمہ نسرین' مصر کے بدبخت عبدالرحمٰن اور پاکستان کے منظور مسیح وغیرہ وہاں یورپ میں وی آئی پی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی مسلمان نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مجرموں کو توہین رسالت کے ارتکاب میں عبرت ناک سزا دی جائے۔

☆......☆......☆

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب : روح کی دنیا

مصنف : مولانا محمد یعقوب خان

صفحات : 262

قیمت : -/200

ملنے کا پتہ : محمد یعقوب خان سابق البدر پبلک سکول محلہ شکاری احمد پور شرقیہ

جناب محمد یعقوب خان ایک دینی اور علمی گھرانہ کے صاحب علم چشم و چراغ ہیں۔ زندگی بھر روح‘ قلب اور نفس کی اصلاح کے درپے رہے۔ جہاں سے جو چیز ان امور کے لئے فائدہ مند ملی‘ ان تمام مختلف موتیوں کو یکجا اس کتاب میں احسن طریقہ پر جمع کر دیا ہے۔ حوالہ کا اہتمام کر لیتے تو اس کی ثقاہت میں اضافہ ہو جاتا۔ کتاب اپنے موضوع پر مواد کی جامع ہے۔ اہل علم اور اس رستہ کے مسافرین کے لئے تحفہ مصنف ہے۔ کتابت و طباعت و کاغذ مناسب ہے۔

نام کتاب : فتوی یوسفیہ

مصنف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ

صفحات : 604

ملنے کا پتہ : اخون پبلیکشنز نزد فلاح مسجد بلاک نمبر 14 فیڈرل بی ایریا کراچی

شہید ختم نبوت‘ محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ کی شہرہ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ جس کی 9 جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب نے ان پر تخریج و تحقیق کا کام شروع کیا ہے۔ یہ جلد اس کا نقش اول ہے۔ مفتی صاحب نوجوان‘ باصلاحیت عالم دین ہیں۔ فتویٰ ان کا میدان عمل ہے۔ ملک کے بیسیوں علماء کرام نے آپ سے افتاء کا کورس کیا ہے۔ ہر سال کئی مفتیان کی جماعت ان سے کسب فیض کرتی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنے والد نسبی حضرت لدھیانوی ؒ کے

بقیہ صفحہ 40 پر

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال...... حضرت نوح علیہ السلام کا لقب نوح کیوں پڑا؟۔

جواب...... نوح کے اصل معنی رونے کے آتے ہیں اور چونکہ آپ اپنی امت کے گناہوں پر کثرت رویا کرتے تھے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ نوح علیہ السلام کا گزر ایک خارش والے کتے کے پاس سے ہوا تو نوح علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ کتنا بدشکل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ تو نے مجھے عیب لگایا ہے یا میرے کتے کو؟۔ کیا تو اس سے اچھا پیدا کر سکتا ہے؟۔ تو علماء نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بہت رویا کرتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کا لقب نوح ہو گیا۔

سوال...... حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا کس نے سکھایا اور یہ کشتی کتنے دنوں میں مکمل ہوئی۔

جواب...... اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا سکھایا اور یہ کشتی دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی تھی۔

سوال...... حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کتنی منزلوں پر مشتمل تھی؟۔

جواب...... حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ، چوڑائی پچاس ہاتھ اور اونچائی تیس ہاتھ تھی۔ اس کشتی میں تین منزلیں تھیں۔ سب سے نیچے کی منزل میں درندے، کیڑے مکوڑے دوسری منزل میں چوپائے یعنی گائے بیل بھینس وغیرہ اور سب سے اوپر کی منزل میں انسان تھے۔

سوال...... اس کشتی میں کتنے آدمی تھے۔

جواب...... لوگوں کی تعداد بعض نے اسی جس میں آدھے مرد اور آدھی عورتیں اور بعض نے ستر مرد و عورتیں بیان کی ہیں اور بعض نے نو کہا ہے۔ تین تو ان کی اولاد میں سے تھے یعنی حام، سام، یافث اور چھ ان کے علاوہ اور بعض نے نو تعداد اولاد نوح کے علاوہ بتائی ہے۔

☆......☆......☆